ھٰذا بلاغٌ للناس

جامعہ دار العلوم کراچی کا ترجمان

ماہنامہ البلاغ

صفر المظفر ۱۴۳۰ھ / فروری ۲۰۰۹ء

بانی: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ
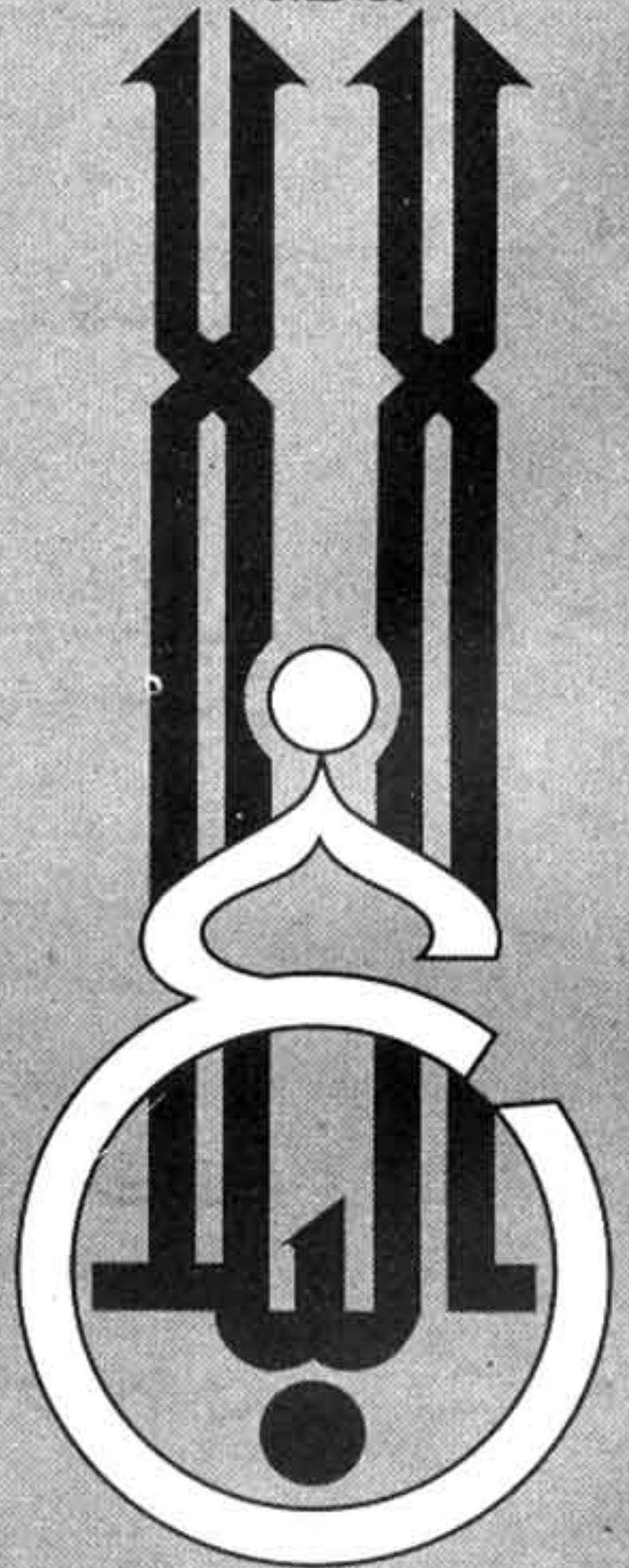
نگران

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہم

مدیر اعلیٰ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم

مجلس ادارت

مدیر مسئول: مولانا عزیز الرحمٰن صاحب

مولانا محمود اشرف عثمانی   مولانا راحت علی ہاشمی

ناظم

محمد انور صدیقی

ذکروفکر

معارف القرآن

مقالات و مضامین

آپ کا سوال

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شب و روز

نقد و تبصرہ

فی شمارہ .... ۲۵/- روپے
سالانہ .... ۲۵۰/- روپے
بذریعہ رجسٹری .... ۳۷۰/- روپے

سالانہ بدل اشتراک بیرون ممالک

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور
یورپی ممالک .... ۳۵ ڈالر
سعودی عرب، انڈیا اور
متحدہ عرب امارات .... ۲۷ ڈالر
ایران، بنگلہ دیش .... ۲۵ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ ''البلاغ'' جامعہ دارالعلوم کراچی
کورنگی انڈسٹریل ایریا
کراچی ۷۵۱۸۰

بینک اکاؤنٹ نمبر

میزان بینک لمیٹڈ
کورنگی انڈسٹریل ایریا برانچ
اکاؤنٹ نمبر: 036-153

فون: ۵۰۴۳۴۹۹
۵۰۴۹۷۷۴

Email Address
darulolumkhi@hotmail.com
www.darululoomkhi.edu.pk

کمپوزنگ

ایس۔ پی۔ ایس انٹرپرائز کراچی

پبلشر: محمد تقی عثمانی

پرنٹر القادر پرنٹنگ پریس کراچی

مولانا عزیز الرحمٰن صاحب
استاذ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی

یہ ردّ عمل ہے، اس کا احساس کیا جائے!

حمد و ستائش اس ذات کے لئے ہے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا

اور

درود و سلام اس کے آخری پیغمبرؐ پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا

ملک کے مختلف علاقوں، وزیرستان، سوات اور باجوڑ میں قتل و تخریب اور بدامنی و قانون شکنی کے جو خوفناک واقعات ہو رہے ہیں اس کی وجہ سے ملک کا ہر باشعور باشندہ اضطراب میں ہے، سابقہ حکومت نے اپنی ذہنیت کے مطابق بزعم خود اصلاح حال کیلئے جو "گرم" قدم اٹھایا تھا اور آہنی ہاتھ سے رٹ بحال کرنے کیلئے جس پیمانے کی عسکری مہم جوئی شروع کی تھی، اس کا سلسلہ موجودہ جمہوری دور میں بھی جاری ہے اور اس پورے عمل میں صرف بے گناہ عوام اپنی جان مال اور جدی پشتی گھروں کی تباہ کاری سے دوچار ہو رہے ہیں کہ فوجی کارروائی میں مخالفین تو بچ کر نکل جاتے ہیں، داغے گئے توپوں کے اندھے گولے، ہیلی کاپٹروں کی شیلنگ اور اندھادھند فائرنگ بے گناہ لوگوں پر قیامت ڈھا رہی ہے، دوسری طرف ظاہر ہوتا ہے کہ فوج بھی شدید ابتلاء سے گزر رہی ہے، آئے دن ملک و ملت کے دفاع کا قیمتی اثاثہ، تربیت یافتہ جوان، بے تدبیری اور بیرونی دباؤ کے زیر اثر امریکا کے مفاد کیلئے، تباہ کن جنگ کی بھینٹ چڑھ رہے ہیں۔ اس پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے کہ مسلم خون کا یہ قابلِ احترام اور بیش بہا سرمایہ کسی بڑے مقصد کے بغیر افسوسناک بے دردی سے ضائع ہو رہا ہے بعض اوقات تو ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ پچھلے چند سالوں کے اِس المناک عرصے میں ملک اور فوج کو پہنچنے والے مالی، جانی اور نفسیاتی نقصانات شاید اس سے کم نہ ہوں جو پاک بھارت جنگ کے دوران ہوئے تھے۔

مسلم فوج کی تربیت اِس ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے دفاع کیلئے ہوتی ہے اور بنیادی طور پر اس کی حربی صلاحیت کے خمیر میں قومی اور ایمانی غیرت و حمیت کے جذبات شامل ہیں،

لیکن جس دن غیر فطری طور پر لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے خلاف فوج کو استعمال کیا گیا اس وقت سے آج تک فوج بھنور میں ہے عوام کے دلوں میں بھی اس کیلئے احترام کے جذبات میں شدید کمی آئی ہے اور خود اس کیلئے بھی یہ کس قدر نقصان اور خسارے کی بات ہے کہ اب اس کی حربی صلاحیت، ملک کی نظریاتی و جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کے بجائے، ملکی و غیر ملکی حکمرانوں کے ناعاقبت اندیشانہ، غیر مقبول فیصلوں اور نامعقول ناز برداریوں پر ضائع ہورہی ہے، فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ایک طرف شمالی مغربی سرحدی صوبے کے وسیع علاقے میں پھیلا ہوا اضطراب ہے ــــــ جبکہ دوسری طرف بلوچستان کا خلفشار ہے۔ فاٹا اور اس سے ملحق علاقوں میں پاک فوج کی عسکری کارروائی کے علاوہ پائلٹ کے بغیر اُڑنے والے امریکن ڈرون طیارے بھی آئے دن آباد گھروں کو نشانہ بناتے رہتے ہیں اور اس طرح علاقے کے عوام چکی کے دو پاٹوں کے درمیان عذاب میں ہیں چنانچہ لاکھوں کی تعداد میں مقامی لوگ اپنے اپنے آبائی گھر اور علاقے چھوڑ کر پناہ لینے کیلئے ملک کے دیگر حصوں میں منتقل ہوگئے ہیں۔ لیکن دونوں صوبوں کی صورتحال کے اسباب، وعوامل مختلف ہیں ــــــ بلوچستان میں شورش کی وجہ اختیارات و وسائل کی تقسیم کا قضیہ ہے کہ اس سوبے کے عوام کو استحصال اور ناانصافی کی شکایت ہے، بلوچستان، زرعی طور پر غیر آباد ہونے کے باوجود، معدنی وسائل سے مالا مال صوبہ ہے، پاکستان میں گیس کا سب سے بڑا ذخیرہ سب سے پہلے بلوچستان ہی میں دریافت ہوا تھا اور وہیں سے ملک کے مختلف حصوں میں صنعتی اور گھریلو مقاصد کیلئے یہ حیرت انگیز اور حد درجہ نفع بخش نعمت شہر شہر اور بستی بستی پہنچی ہوئی ہے۔

لیکن معدنی وسائل سے مالا مال یہ صوبہ جس کی آبادی بھی بہت کم ہے سب سے زیادہ غربت کا شکار ہے، طویل عرصے تک یہاں صنعتی اور دیگر ترقیاتی کاموں کی طرف، ماضی کی کسی حکومت کی طرف سے مناسب توجہ نہیں دی گئی چنانچہ مختلف عوامل کی وجہ سے بے چینی بڑھتے بڑھتے جنگجویانہ طرز عمل میں بدل گئی اور بعض مقامی قبائل نے پہاڑوں میں پناہ لے کر ضرب وحرب کا راستہ اختیار کیا اگر بروقت دانشمندانہ طرز عمل اختیار کیا جاتا اور باہمی گفت وشنید سے تنازعات کے حل کی راہ نکالی جاتی تو بے چینی اور پیچیدگی سے بچا جاسکتا تھا، لیکن حکومت واقتدار کی جابرانہ اور آمرانہ سوچ نے اپنے ہی لوگوں کے خلاف جنگی جنون کی فضاء پیدا کی، فوج کو حرکت میں لایا گیا، اور اپنے ہی عوام کے خلاف اس فوج کشی کی وجہ سے حالات خراب سے خراب تر ہوتے چلے گئے۔

ہر جگہ جارحانہ طرز عمل کو ہی مشکلات کا حل سمجھنا اور حکمت ودانشمندی سے کام نہ لینا ایسی حماقت

ہے جس سے دیگر بہت سی حماقتیں، ملکی صدمات اور قومی نقصانات جنم لیتے ہیں اور پھر ان بھڑکتے شعلوں اور ان کے زہریلے دھویں میں بہت کچھ خاکستر ہو جاتا ہے۔

اس طرز عمل کا ایک تباہ کن پہلو یہ بھی ہے کہ ــــ اخباری اطلاعات کے مطابق ــــ اس خطے کے سیاسی خلفشار سے بھارت نے بھی بہت فائدہ اٹھایا جس کی پاکستان دشمنی ڈھکی چھپی نہیں ہے اور بعض قرائن بتلاتے ہیں کہ امریکہ بھی اس معاملہ میں بھارت سے پیچھے نہیں ہے، کہ پاکستان کو نقصان پہنچانے میں پس پردہ دونوں اتحادی ہیں، ماضی اور حال کے واقعات میں اس کے بے شمار شواہد پیش کئے جاسکتے ہیں۔ سرحد کے اس پار قریب کے افغانی علاقے میں امریکہ بھی موجود ہے اور ''را'' بھی، جس نے پوری جنگی حکمت عملی کے ساتھ بلوچستان کی بے چینی کو کیش کیا ہے اور فوج سے مقامی آبادی کے تصادم کی راہ ہموار کر کے اس ملک کیلئے سنگین حالات پیدا کئے ہیں، اس ملک کے حکمران اگر تدبر سے کام لے کر باہمی اعتماد پر مبنی سازگار ماحول کیلئے سنجیدگی سے کوشش کرتے تو اپنے ہی لوگ دشمن کا ہتھیار بن کر استعمال نہ ہوتے، لیکن استحصالی رویہ، اقتدار اور طاقت کا گھمنڈ، آمرانہ سوچ اور وسیع تر قومی مفاد سے بے اعتنائی، وہ مہلک جراثیم ہیں جو خودکش حملوں کی طرح وسیع تر تباہی کو دعوت دیتے ہیں اور جن سے ملی وحدت میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔

یہ تو بلوچستان کی صورت حال تھی جہاں تک فاٹا، سوات، باجوڑ اور دیگر علاقوں کا معاملہ ہے تو بدیہی طور پر یہ علاقے ایسے ہیں جہاں لوگ دینی اقدار سے مضبوط وابستگی رکھتے ہیں، برطانوی استعمار کا طویل دور بھی یہاں کے عوام کے دلوں سے اسلام اور اس کی اقدار و تعلیمات سے والہانہ محبت کھرچ نہیں سکا تھا جس طرح افغانستان میں روس کی لشکر کشی اور اب تقریباً ایک عشرے سے امریکہ بلکہ پوری مغربی دنیا (نیٹو) کی فوج کشی، افغانی مسلمانوں کے خیالات و اعتقادات کو متزلزل نہیں کر سکی ہے، جبکہ انہیں زیر کرنے کیلئے ان کے آباد شہر اور پر رونق بستیاں کھنڈر بنادی گئی ہیں اور بے رحمانہ فوجی حملوں نے افغان باشندوں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے اور شاید ہی کوئی گھر ایسا ہو جہاں سے جنازہ نہ اٹھا ہو، لیکن اس ظالمانہ جبر اور وحشت ناک درندگی کے باوجود افغانی مسلمان کفر کے سامنے گردن جھکانے کیلئے تیار نہیں ہیں ــــ بادی النظر میں شمالی مغربی سرحدی صوبے میں بے چینی اور اب خوفناک بدامنی کا سبب مسلمانوں کے خلاف عالمی سطح کی وہ ہلاکت خیز لشکر کشی ہے جو امریکہ اور اس کے زیر اثر ممالک کی طرف سے دنیا کے مختلف خطوں، عراق، افغانستان، فلسطین اور کشمیر میں مسلمانوں کی بیخ کنی کیلئے ہو رہی ہے عالم کفر نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کی سیاسی بالادستی کا روادار نہیں ہے

بلکہ زمین کے کسی بھی خطے میں ان کے دینی تشخص کو بھی برداشت نہیں کرتا، ان مسلم ممالک میں حکومتوں کی سرپرستی سے محروم اور عالمی سطح پر غیر منظّم مسلمان، چھوٹی چھوٹی جماعتیں بنا کر اپنی کمزوری کے باوجود اپنے آپ کو منوانے کیلئے عالمی طاقتوں سے برسرپیکار ہیں اور اپنی بقاء اور اپنی اقدار اور تشخص کی حفاظت وبقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں_____ پاکستان کے ان علاقوں کے باشندے بھی ان حالات سے سخت دل برداشتہ اور غمگین ہیں، جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اس ملک میں، جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اسلامی اقدار و تعلیمات کی جگہ مغربی طرز زندگی اور خلاف اسلام قوانین فروغ پا رہے ہیں_____ جب وہ دیکھتے ہیں کہ ملک کے حکمران تابع مہمل بن کر بیرونی طاقتوں کی ظالمانہ فوج کشی میں ان کے دست راست ہیں_____ جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ حکومت کے بقراط عوام کا درد نہیں رکھتے نہ ان کی پریشانیوں کا مداوا کرتے ہیں_____ جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ حکومت کا ہر مہم جو اپنی ذات کی پرورش میں لگا ہوا ہے، قومی دولت اور ملکی وسائل پر صرف چند افراد کا تسلط ہے_____ جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ، معاشرت میں امانت و دیانت، عدل و انصاف اور سماجی مساوات کا فقدان ہے اور بدعنوانی، مفاد پرستی اور جانب داری نے پنجے گاڑ رکھے ہیں_______ تو ان حالات سے دل برداشتہ ہو کر شرعی نظام کے نفاذ کا نعرہ بلند کر کے کچھ لوگ کھڑے ہو گئے ہیں جس کا مطلب اس کلچر کو تبدیل کر کے، ہر سطح پر عادلانہ اور منصفانہ نظام قائم کرنا ہے اور چونکہ ہمارے اس ملک میں حکمرانوں کا ہمیشہ سے یہ رویہ رہا ہے کہ کسی مطالبے پر اس وقت تک غور نہیں ہوتا جب تک کہ امن وامان درہم برہم نہ ہو جلاؤ گھیراؤ نہ ہو اور تشدد کا راستہ اختیار نہ کیا جائے، اس لئے اب اس مطالبے میں پوری شدت کے ساتھ انتہاء پسندی کا عنصر شامل ہو گیا ہے اور حالات اس قدر سنگین ہیں کہ حکومت کی عملداری ختم ہو کر رہ گئی ہے۔

اِس خونریزی اور تباہ کاری کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے، کہ اس کے نتیجے میں جان و مال کا جو بے پناہ نقصان بے گناہ عوام کا ہو رہا ہے اتنا کسی اور کا نہیں ہو رہا، پورے علاقے میں بدامنی کے خوفناک شعلوں نے عوام پر قیامت ڈھا رکھی ہے، کسی بے گناہ شہری کی جان جائے یا کسی پولیس یا فوجی اہلکار کی، دونوں کی جانیں قیمتی ہیں اور دونوں کی ہلاکتیں قومی اور دینی ہر لحاظ سے المناک ہیں، اور ملک کا ہر محبّ وطن مسلمان اپنے دل میں اس کا صدمہ محسوس کرتا ہے لیکن اس امکان کو بھی رد نہیں کیا جا سکتا کہ اس مہم میں جرائم پیشہ عنصر بھی شامل ہو اور اپنے مکروہ عزائم کیلئے سرگرم عمل ہو نیز پس پردہ بیرون ملک، دشمنان ملک وملت کی سازشیں بھی خارج از امکان نہیں ہیں جیسا کہ مختلف حلقے اس طرح

کے شواہد کا حوالہ دیتے ہیں۔

یہ بات بطور خاص قابل توجہ ہے کہ اس انتہاپسندی سے مقامی باشندے شدید کرب میں تھے، لیکن جب سے ان علاقوں میں فوجی کارروائی شروع ہوئی ہے، عوام کے دکھوں میں مزید اضافہ ہوا ہے، آئے دن کے طویل دورانیہ کے کرفیو اور بے رحمانہ فوجی کارروائیوں سے مقامی باشندے یہ سمجھنے لگے ہیں کہ عوام کے ساتھ سنگدلانہ سلوک میں مزید خوفناک حد تک اضافہ در اضافہ ہوا ہے مخصوص پناہ گاہوں میں محصور فوج کی اندھا دھند فائرنگ سے آئے دن قیمتی جانیں ضائع ہورہی ہیں اور لوگ عذاب میں ہیں، پاک فوج کا عمومی رویہ عوام کا سہارا بننے اور ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کے بجائے خالص ''حاکمیت'' کا رویہ ہے جو حد درجہ افسوسناک ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ بظاہر حالات بدامنی کی اس آگ کو ٹھنڈا کرنے کی یہی ایک سبیل نظر آتی ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ ان علاقوں میں شرعی عدالتوں کا نظام قائم کیا جائے یہ حصول آزادی کا اہم مقصد بھی ہے اور اس اقدام سے تخریبی عناصر کو بھی ناکام بنایا جاسکتا ہے، اگر یہ معاملہ روایتی سرد مہری کا شکار ہوگیا تو کافرانہ اور ظالمانہ مظاہر کے خلاف نفرت کے شعلے شاید کسی ایک علاقے تک محدود نہ رہیں اور ملک کا بڑا حصہ اس کی لپیٹ میں آجائے تب خرابیٔ بسیار کے بعد اس طرح کا قدم اٹھانا بعد از وقت ہوگا۔

آج پاکستان سمیت عالم اسلام کے طول و عرض میں ہر غیرتمند مسلمان کا دل امت مسلمہ کے خلاف کفر کی عالمی یلغار کی وجہ سے زخمی زخمی ہے، چھوٹا سا برسراقتدار طبقہ تو شاید شیشہ بند محلات میں عوام کے درد سے لاتعلق ہوکر اور اپنے تعیّشات میں ڈوب کر اس کا احساس نہ کرتا ہو لیکن نظر انداز کرنے اور قابل توجہ نہ سمجھنے کا یہ طرز عمل، عقل و دانش اور حالات و واقعات کو جھٹلانے کا طرز عمل ہے، کیا سویت یونین کے بکھرے ہوئے ٹکڑے اور امریکہ کا حالیہ مالیاتی بحران اس ظلم کے خلاف تلاطم کی زندہ مثالیں نہیں ہیں؟ _____ ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ ان نتائج سے آنکھیں بند کرلینا، اور اپنے حالات کے مطابق اپنے لئے بلند ترین ملی اور دینی مقاصد کے پیش نظر مناسب اقدامات نہ کرنا، خودکشی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اللہ وطن عزیز کے حکمرانوں کو قومی و ملی غیرت وحمیت کے مطابق درست اقدامات کی توفیق عطاء فرمائے اور ملک اور عوام کو ہر طرح کے فتنوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین

☆☆☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اجاڑ گھر۔ (ترمذی و دارمی)

ف : اس میں تاکید ہے کہ کسی مسلمان کے دل کو قرآن سے خالی نہ ہونا چاہیئے۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کیلئے بھی کان لگائے اس کے لئے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے (اس بڑھنے کی کوئی حد نہیں بتلائی) خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی، بے انتہا چلی جائے گی، اور جو شخص جس آیت کو پڑھے وہ آیت اس شخص کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی جو اس نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے۔ (مسند احمد)

ف : اللہ اکبر قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آئے کسی پڑھنے والے کیطرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے وہ بھی ثواب سے مالا مال ہو جائے گا۔ (حیوٰۃ المسلمین)

تلاوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ قرآن پڑھنے والے سے قیامت کے روز کہا جائے گا۔ جس ٹھیراؤ اور خوش الحانی کے ساتھ تم دنیا میں بنا سنوار کر قرآن پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح قرآن پڑھو اور ہر آیت کے صلے میں ایک درجہ بلند ہوتے جاؤ۔ تمہارا ٹھکانا تمہاری تلاوت کی آخری آیت پر ہے۔ (ترمذی)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نزولِ قرآن کی رات

سورة القدر ...... آیت نمبر: ۱ تا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ہم نے اس کو اُتارا شبِ قدر میں، اور تو نے کیا سمجھا کہ کیا ہے شبِ قدر، شبِ قدر بہتر ہے ہزار مہینے سے، اُترتے ہیں فرشتے اور رُوح اُس میں، اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر، امان ہے وہ رات صبح کے نکلنے تک۔

خلاصۂ تفسیر

بیشک ہم نے قرآن کو شبِ قدر میں اُتارا ہے (تحقیق شبِ قدر میں نازل ہونے کی سورۂ دُخان میں گزری ہے) اور (زیادتِ تشویق کیلئے فرماتے ہیں کہ) آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شبِ قدر کیسی چیز ہے (آگے جواب ہے کہ) شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے (یعنی ہزار مہینہ تک عبادت کرنے کا جس قدر ثواب ہے اُس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے، کذا فی الخازن اور وہ رات ایسی ہے کہ) اس رات میں فرشتے اور روح القدس (یعنی جبرئیل علیہ السلام) اپنے پروردگار

کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر (زمین کی طرف) اُترتے ہیں (اور وہ شب) سراپا سلام ہے (جیسا حدیث بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ شبِ قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ایک گروہ میں آتے ہیں اور جس شخص کو قیام وقعود و ذکر میں مشغول دیکھتے ہیں تو اُس پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں یعنی اُس کیلئے دُعائے رحمت کرتے ہیں اور خازن نے ابن الجوزی سے اس روایت میں یُسَلِّمُوْنَ بھی بڑھایا ہے یعنی سلامتی کی دُعا کرتے ہیں۔ اور یُصَلُّوْنَ کا خلاصہ بھی یہی ہے کیونکہ رحمت وسلامتی میں تلازم ہے اسی کو قرآن میں سلام فرمایا ہے اور امر خیر سے مراد یہی ہے، اور نیز روایات میں اس میں توبہ کا قبول ہونا، ابوابِ سماء کا مفتوح ہونا اور ہر مؤمن پر ملائکہ کا سلام کرنا آیا ہے۔ کذا فی الدر المنثور۔ اور ان اُمور کا بواسطہ ملائکہ کے ہونا اور موجبِ سلامت ہونا ظاہر ہے یا امر سے مراد وہ اُمور ہوں جن کا عنوان سورۂ دخان میں امر حکیم اور اس شب میں ان کا طے ہونا ذکر فرمایا ہے اور) وہ شبِ قدر (اسی صفت و برکت کے ساتھ) طلوع فجر تک رہتی ہے (یہ نہیں کہ اس شب کے کسی حصۂ خاص میں یہ برکت ہو اور کسی میں نہ ہو)۔

معارف ومسائل

شانِ نزول

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک مجاہد کا حال ذکر کیا جو ایک ہزار مہینے تک مسلسل مشغولِ جہاد رہا، کبھی ہتھیار نہیں اُتارے۔ مسلمانوں کو یہ سن کر تعجب ہوا، اس پر سورۂ قدر نازل ہوئی جس میں اس امت کیلئے صرف ایک رات کی عبادت کو اُس مجاہد کی عمر بھر کی عبادت یعنی ایک ہزار مہینے سے بہتر قرار دیا ہے۔ اور ابن جریر نے بروایت مجاہد ایک دوسرا واقعہ یہ ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد کا یہ حال تھا کہ ساری رات عبادت میں مشغول رہتا اور صبح ہوتے ہی جہاد کیلئے نکل کھڑا ہوتا دن بھر جہاد میں مشغول رہتا، ایک ہزار مہینے اُس نے اسی مسلسل عبادت میں گزار دیئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر نازل فرما کر اس امت کی فضیلت سب پر ثابت فرمادی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شبِ قدر امتِ محمدیہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ (مظہری)

ابن کثیر نے یہی قول امام مالک کا نقل کیا ہے اور بعض ائمۂ شافعیہ نے اس کو جمہور کا قول لکھا ہے۔

خطابی نے اس پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے مگر بعض محدثین نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ (ماخوذ از ابن کثیر)

لیلۃ القدر کے معنے

قدر کے ایک معنی عظمت و شرف کے ہیں۔ زہری وغیرہ حضرات علماء نے اس جگہ یہی معنی لئے ہیں اور اس رات کو لیلۃ القدر کہنے کی وجہ اس رات کی عظمت و شرف ہے۔ اور ابوبکر وراق نے فرمایا کہ اس رات کو لیلۃ القدر اس وجہ سے کہا گیا کہ جس آدمی کی اس سے پہلے اپنی بے عملی کے سبب کوئی قدر و قیمت نہ تھی اس رات میں توبہ و استغفار اور عبادت کے ذریعہ وہ صاحبِ قدر و شرف بن جاتا ہے۔

قدر کے دوسرے معنی تقدیر و حکم کے بھی آتے ہیں، اس معنے کے اعتبار سے لیلۃ القدر کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ اس رات میں تمام مخلوقات کیلئے جو کچھ تقدیر ازلی میں لکھا ہے اس کا جو حصہ اس سال میں رمضان سے اگلے رمضان تک پیش آنے والا ہے وہ اُن فرشتوں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے جو کائنات کی تدبیر اور تنفیذ اُمور کیلئے مامور ہیں، اس میں ہر انسان کی عمر اور موت اور رزق اور بارش وغیرہ کی مقداریں مقررہ فرشتوں کو لکھوادی جاتی ہیں یہاں تک کہ جس شخص کو اس سال میں حج نصیب ہوگا وہ بھی لکھدیا جاتا ہے اور یہ فرشتے جن کو یہ اُمور سپرد کئے جاتے ہیں بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما چار ہیں۔ اسرافیل، میکائیل، عزرائیل، جبرئیل علیہم السلام۔ (قرطبی)

سورۂ دُخان کی آیت اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ. فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ. اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا میں یہ مضمون خود صراحت کے ساتھ آگیا ہے کہ اس لیلۃ مبارکہ میں تمام اُمورِ تقدیر کے فیصلے لکھے جاتے ہیں اور اس آیت کی تفسیر میں گزر گیا ہے کہ جمہور مفسرین کے نزدیک لیلۃ مبارکہ سے مراد بھی لیلۃ القدر ہی ہے اور بعض حضرات نے جو لیلۂ مبارکہ سے نصف شعبان کی رات یعنی لیلۃ البراءت مراد لی ہے تو وہ اس کی تطبیق اس طرح کرتے ہیں کہ ابتدائی فیصلے اُمور تقدیر کے اجمالی طور پر شبِ براءت میں ہو جاتے ہیں پھر اُن کی تفصیلات لیلۃ القدر میں لکھی جاتی ہیں اس کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک قول سے ہوتی ہے جس کو بغوی نے بروایت ابوالضحیٰ نقل کیا ہے اس میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سال بھر کے تقدیری اُمور کا فیصلہ تو شبِ براءت یعنی نصفِ شعبان کی رات میں کر لیتے ہیں پھر شبِ قدر میں یہ فیصلے متعلقہ فرشتوں کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں

(مظہری) اور یہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ اُمورِ تقدیر کے فیصلے اس رات میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سال میں جو اُمورِ تقدیر نافذ ہونا ہیں وہ لوحِ محفوظ سے نقل کر کے فرشتوں کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں اور اصل نوشتۂ تقدیر ازل میں لکھا جاچکا ہے۔

لیلۃ القدر کی تعیین

اتنی بات تو قرآنِ کریم کی تصریحات سے ثابت ہے کہ شبِ قدر ماہِ رمضان المبارک میں آتی ہے مگر تاریخ کے تعین میں علماء کے مختلف اقوال ہیں جو چالیس تک پہنچتے ہیں مگر تفسیر مظہری میں ہے کہ ان سب اقوال میں صحیح یہ ہے کہ لیلۃ القدر رمضان مبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے مگر آخری عشرہ کی کوئی خاص تاریخ متعین نہیں بلکہ ان میں سے کسی بھی رات میں ہوسکتی ہے وہ ہر رمضان میں بدلتی بھی رہتی ہے۔ اور ان دس میں سے خاص طاق راتیں یعنی ۲۱۔ ۲۳۔ ۲۵۔ ۲۷۔ ۲۹ میں از روئے احادیث صحیحہ زیادہ احتمال ہے۔ اس قول میں تمام احادیث جو تعیین شب قدر کے متعلق آئی ہیں جمع ہوجاتی ہیں جن میں ۲۱۔ ۲۳۔ ۲۵۔ ۲۷۔ ۲۹ راتوں میں شب قدر ہونے کا ذکر آیا ہے۔ اگر شب قدر کو ان راتوں میں دائر اور ہر رمضان میں منتقل ہونے والا قرار دیا جائے تو یہ سب روایاتِ حدیث اپنی اپنی جگہ درست اور ثابت ہوجاتی ہیں کسی میں تاویل کی ضرورت نہیں رہتی، اسی لئے اکثر ائمۂ فقہاء نے اس کو عشرۂ اخیرہ میں منتقل ہونے والی رات قرار دیا ہے۔ ابوقلابہ، امام مالک، احمد بن حنبل، سفیان ثوری، اسحاق بن راہویہ، ابوثور، مزنی، ابن خزیمہ وغیرہ سب نے یہی فرمایا ہے اور ایک روایت میں امام شافعیؒ سے بھی اس کے موافق منقول ہے اور دوسری روایت امام شافعیؒ کی یہ ہے کہ یہ رات منتقل ہونے والی نہیں بلکہ معیّن ہے۔ (ابن کثیر)

صحیح بخاری میں حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، یعنی شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ اور صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فَاطْلُبُوْهَا فِي الْوِتْرِ مِنْهَا، یعنی شبِ قدر کو رمضان کے عشرۂ اخیرہ کی طاق راتوں میں طلب کرو۔ (مظہری)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم

لاطینی امریکہ کا ایک سفر

برازیل -- پانامہ -- ٹرینیڈاڈ -- بار بے ڈوس

(آخری قسط نمبر ۳)

ٹرینیڈاڈ میں

ٹرینیڈاڈ کیلئے روانہ ہوئے تو پانامہ کی وہی کوپا ایئر لائنز تھی، مگر جہاز اُس سے بھی چھوٹا تھا جس میں ہم برازیل سے پانامہ آئے تھے۔ البتہ اس مرتبہ پرواز صرف چار گھنٹے کی تھی، اور جب ہم ٹرینیڈاڈ کے دارالحکومت پورٹ آف اسپین کے ہوائی اڈے پر اترے تو عصر کا وقت تھا۔ میزبانوں نے امیگریشن اور کسٹم کے مراحل سے جلدی فارغ کرنے کا انتظام کر رکھا تھا۔ (ٹرینیڈاڈ ان گنے چنے ملکوں میں سے ہے جہاں پاکستانیوں کو ائیر پورٹ ہی پر ویزا مل جاتا ہے) باہر متعدد مقامی علماء اور میرے اصل داعی جناب شیراز صاحب استقبال کیلئے موجود تھے۔ ان کے ساتھ گاڑی میں سوار ہوکر ایک قریبی مسجد میں نماز عصر ادا کی، اور پھر قیام گاہ تک پہنچنے سے پہلے ہی مغرب کی نماز ایک اور مسجد میں پڑھی۔ اُس رات آرام کے سوا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ لہٰذا شیراز صاحب سے یہاں کے حالات معلوم کرنے ہی میں وقت گذر گیا۔

ٹرینیڈاڈ ویسٹ انڈیز کے ملکوں میں دوسرا بڑا ملک ہے جو دو جزیروں پر مشتمل ہے۔ ایک کا نام ٹرینیڈاڈ ہے، اور دوسرے کا ٹوبیگو۔ اسی لئے ملک کا پورا نام ٹرینیڈاڈ اینڈ ٹوبیگو ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۴۹۸ء میں جب کولمبس (جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُس نے امریکہ کا براعظم دریافت کیا تھا) اپنے تیسرے بحری سفر میں یہاں پہنچا تو یہ اراواک قوم کا مسکن تھا۔ کولمبس کے ذریعے اسپین کی حکومت نے اس پر قبضہ کرکے اس قوم کا بیج ہی مار دیا، اور تین سو سال تک اس کی طرف کوئی خاص توجہ بھی نہیں دی۔ ۱۷۹۷ء میں برطانیہ نے اس پر حملہ کیا تو اسپین کی حکومت نے ہتھیار ڈال کر یہ جزیرہ اُس کے حوالے کر دیا۔ چونکہ یہاں کے اصل باشندے فنا ہو چکے تھے، اس لئے یہاں تمباکو

وغیرہ کی کاشت کیلئے افریقہ وغیرہ سے غلاموں کو لاکر بسایا گیا، اور ان سے کاشت کرائی گئی۔ برطانیہ ٹوبیگو میں بھی اسی طرح اپنی حکومت چاہتا تھا، لیکن ۱۷۸۱ء میں فرانس نے ٹوبیگو پر قبضہ کر کے اُسے اپنی نوآبادی بنالیا، لیکن ۱۸۰۲ء میں برطانوی حکومت نے فرانسیسیوں کو مار بھگایا، اور ۱۸۹۹ء میں اُسے ٹرینیڈاڈ کا ایک حصہ بنادیا گیا۔ جب ۱۸۲۰ء میں رسمی غلامی کا خاتمہ ہوا تو برطانوی حکومت نے یہاں ہندوستان سے بہت سے لوگ درآمد کئے جو یہاں محنت کے کام کرسکیں، اس طرح یہاں ہندوستانی ہندوؤں اور مسلمانوں کی آبادی شروع ہوئی۔ چنانچہ یہاں ہندوستانی اصل رکھنے والے آبادی کا اکتالیس فی صد حصہ ہیں۔ ۱۹۲۳ء سے یہاں برطانیہ سے آزاد ہونے کی تحریکیں شروع ہوئیں، یہاں تک کہ ۱۹۶۲ء میں یہ ملک آزاد ہوکر مستقل ملک کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اس دوران یہاں دنیا کے دوسرے خطوں سے بھی لوگ آکر آباد ہوئے۔ اس وقت ملک کی کل آبادی گیارہ لاکھ ہے جس میں ایک لاکھ پینتیس ہزار مسلمان شامل ہیں۔ اور اس چھوٹے سے ملک میں ماشاء اللہ ایک سو بتیس مسجدیں ہیں، اور اچھی خاصی آباد رہتی ہیں۔

اسلام قبول کرنے والے

اسلام قبول کرنے کا اوسط بھی ٹرینیڈاڈ میں قابل ذکر ہے۔ خود میرے میزبان جناب شیراز صاحب نومسلم ہیں، ان کے والد ہندو تھے، لیکن والدہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق دی، اور انہی کے زیر اثر یہ بھی مسلمان ہوئے، اور ملک کی دینی سرگرمیوں میں ان کا بڑا حصہ رہتا ہے۔ اس ملک کی ایک وزیر مملکت مادام فاطمہ بھی نومسلم تھیں، اور اپنے اسلام لانے کا عجیب واقعہ انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا جو قاہرہ کے رسالے منبر الاسلام میں شائع ہوا تھا۔ ان کا اصل نام مک ڈیوڈسن (Mik Davidson) تھا، مگر اسلام لانے کے بعد انہوں نے اپنا نام فاطمہ رکھا تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ اگرچہ میں ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوئی، اور ۹ مارچ ۱۹۵۰ء کو میرے گھر والوں نے مجھے راہبہ کے طور پر ایک عیسائی خانقاہ میں داخل کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ اُس دن جب میں صبح کو نیند سے بیدار ہوئی تو میں نے اپنے کانوں میں ”اللہ اکبر، اللہ اکبر“ کی آواز گونجتی ہوئی سنی۔ اس آواز نے میرے پورے وجود پر لرزہ سا طاری کردیا۔ مجھے اُس وقت اس آواز کی حقیقت معلوم نہیں تھی، لیکن میں نے اس کے بعد عیسائی خانقاہ میں داخل ہونے سے انکار کردیا۔ اس کے بعد کئی سال میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی طلب میں گذارے، یہاں تک کہ مجھے قرآن کریم کے ترجے

کا ایک نسخہ مل گیا، اور میرے دل نے گواہی دی کہ یہ برحق ہے۔ اسی دوران میری ملاقات پاکستان کے ایک عالم مولانا صدیق صاحب اور ہندوستان کے ایک عالم شیخ انصاری سے ہوئی۔ ان سے میں نے اپنے موجودہ عقائد کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ان عقیدوں کی وجہ سے بفضلہ تعالیٰ تم مسلمان ہو۔ اگرچہ میں نے باقاعدہ اسلام قبول کرنے کا اعلان ۱۹۷۵ء میں کیا، لیکن درحقیقت میں دل سے اُسی وقت مسلمان ہو چکی تھی جب اللہ اکبر کی آواز میرے کانوں میں گونجی تھی، اور قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کے بعد میرا دل ایمان کی نعمت سے لبریز ہو چکا تھا، اور اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عظمت کا سکہ بیٹھ چکا تھا۔ پہلے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ٹرینیڈاڈ میں اسلام صرف ہندوستانیوں کا دین ہے، لیکن میرے اسلام لانے کے بعد ٹرینیڈاڈ کی دوسری قوموں، بالخصوص افریقی نسل کے لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا، یہاں تک کہ آبادی میں مسلمانوں کا اوسط تیرہ فی صد تک پہنچ گیا، جبکہ کیتھولک عیسائیوں کا اوسط ۱۳ فی صد، پروٹسٹنٹ کا ۲۷ فی صد، اور ہندوؤں کا ۶ فی صد ہے، اور باقی ۳۲ فیصد میں دوسرے کئی مذاہب شامل ہیں۔

شیراز صاحب نے بتایا کہ اب بھی لوگوں کے اسلام قبول کرنے کا سلسلہ جاری ہے، اور ہر اسلامی سنٹر اور مسجد میں وقفے وقفے سے غیر مسلموں کی ایک اچھی خاصی تعداد مشرف باسلام ہوتی ہے، اور مفتی وسیم صاحب نے جو ٹی وی چینل جاری کر رکھا ہے، اُسے دیکھ دیکھ کر بھی لوگ مسلمان ہونے کیلئے آتے ہیں۔

دارالعلوم ٹرینیڈاڈ

ٹرینیڈاڈ میں ماشاء اللہ علماء دین کی بھی خاصی تعداد ہے۔ ہمارے دارالعلوم کراچی سے بھی کئی علماء پچھلے چند سالوں میں فارغ التحصیل ہو کر وہاں پہنچے ہیں، لیکن یہاں کے علماء میں سب سے زیادہ شہرت مفتی وسیم صاحب کی ہے جن کے آباؤ اجداد ہندوستان کے تھے، اور انہوں نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن سے فراغت حاصل کی ہے، میرے ٹرینیڈاڈ کے سفر میں ان کی تحریک کو بھی بڑا دخل تھا، بلکہ میں نے انہی کے کہنے پر یہاں آنے کی دعوت منظور کی تھی۔ وہ یہاں ایک بڑا دارالعلوم چلا رہے ہیں۔ چنانچہ ٹرینیڈاڈ پہنچنے کے اگلے ہی دن پہلا پروگرام اسی دارالعلوم میں تھا جو پورٹ آف اسپین کے شہر سے کچھ فاصلے پر ایک پُرفضا مضافاتی علاقے میں واقع ہے۔ یہ دارالعلوم ۱۹۸۴ء میں مفتی سبیل علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قائم کیا تھا، اور ۱۹۹۶ء میں ان کی وفات کے بعد سے مفتی وسیم

صاحب اس کے مہتمم ہیں، اور اس میں دورۂ حدیث تک دینی علوم کے ساتھ میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کی سطح تک کے تمام مروجہ علوم پڑھانے کا بھی معیاری انتظام موجود ہے، اور اس کے پورے نظام میں دارالعلوم سبیل الرشاد بنگلور کے مشورے اور ہدایات شامل رہی ہیں۔اس کے ساتھ ایک دارالافتاء بھی ہے، اور فتویٰ کی تربیت کا بھی انتظام ہے۔ ماشاء اللہ عمارتیں بھی بہت صاف ستھری اور خوبصورت ہیں جن سے حسن انتظام واضح طور پر جھلکتا ہے۔ان خصوصیات کی وجہ سے یہ نہ صرف ویسٹ انڈیز، بلکہ پورے لاطینی امریکہ میں سب سے بڑا ادارہ ہے جس میں اس وقت تقریباً پانچ سو طلبہ اور تقریباً ڈیڑھ سو طالبات زیر تعلیم ہیں جن میں پورے ویسٹ انڈیز کے علاوہ شمالی اور جنوبی امریکہ کے مختلف خطوں سے آئے ہوئے طلبہ بھی شامل ہیں۔ مفتی وسیم صاحب کے علاوہ مولانا شیراز علی صاحب اور مولانا عبدالسلام صاحب بھی اس کے سرگرم اساتذہ اور منتظمین میں شامل ہیں۔ دارالعلوم کے تحت نکاح خوانی، حلال گوشت کی نگرانی، رویت ہلال وغیرہ کے مسائل میں بھی مسلمانوں کی رہنمائی کا اہتمام مختلف کمیٹیوں کی شکل میں کیا جاتا ہے۔ مفتی وسیم صاحب نے خود اپنا ایک ٹی وی چینل بھی جاری کیا ہوا ہے جو لوگوں کو دینی معلومات فراہم کرنے کیلئے مخصوص ہے، اور لوگوں نے بتایا کہ یہ چینل نہ صرف یہ کہ مسلمانوں میں مقبول ہے، بلکہ جیسے کہ پہلے عرض کیا گیا، کئی غیر مسلم اس چینل کے ذریعے اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرکے مسلمان ہونے کیلئے آئے، اور بفضلہٖ تعالیٰ مسلمان ہوئے۔

دارالعلوم کی مسجد بڑی شاندار ہے، اور جب ہم اس میں پہنچے تو وہ سامعین سے بھری ہوئی تھی۔اگرچہ یہاں کے مسلمانوں میں اکثریت اُن کی ہے جن کے آباؤ اجداد ہندوستان سے آئے تھے، لیکن رفتہ رفتہ وہ اپنی زبان بھول چکے ہیں، اس لئے یہاں اردو سمجھنے والے نہ ہونے کے برابر ہیں۔دارالعلوم کے طلبہ اور اساتذہ اپنی دینی تعلیم کی بنا پر اردو سے کچھ آشنا ہیں، لیکن بولنے پر انہیں بھی بہت کم قدرت ہے۔اور چونکہ مجمع عام مسلمانوں کا بھی تھا جو دور دور سے آئے ہوئے تھے، اس لئے میرے میزبانوں نے بتایا کہ یہاں خطاب انگریزی ہی میں ہونا چاہئے۔ چنانچہ یہاں دارالعلوم سمیت ٹرینیڈاڈ کے تمام مقامات پر میرے تمام خطابات انگریزی ہی میں ہوئے۔ بیان کے بعد مفتی وسیم صاحب نے دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معاینہ کروایا، اور ان کا حسن انتظام دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی، اور احساس ہوا کہ اس ادارے کا وجود اس خطے کیلئے ایک بڑی نعمت ہے۔

صدر ٹرینیڈاڈ سے ملاقات

میرے میزبان شیراز صاحب نے میری آمد کے موقع پر جب ایئر پورٹ پر وی آئی پی انتظامات کرنے چاہے تو کسی محکمے میں میرا تعارفی خاکہ بھی بھیجا تھا۔ یہ تعارفی خاکہ نہ جانے کس طرح ٹرینیڈاڈ کے صدر مملکت پروفیسر میکس ویل رچرڈ کو پہنچ گیا۔ انہوں نے یہ خاکہ دیکھ کر شیراز صاحب کو کہلایا کہ اپنے اس مہمان سے ہماری بھی ملاقات کرائیے، اور وزیر اعظم کی بھی۔ مجھے حیرت تھی کہ وہ مجھ طالب علم سے کیوں ملنا چاہتے ہیں، لیکن انکار کی بھی کوئی وجہ نہیں تھی۔ چنانچہ بدھ ۲۲ رشوال کو صبح دس بجے ہم پریزیڈنٹ ہاؤس پہنچے۔ پریزیڈنٹ ہاؤس ایک سادہ سی دومنزلہ عمارت تھی جس میں دور دور شان وشوکت کی کوئی علامت نہیں تھی۔ البتہ اُسکا پائیں باغ بہت خوبصورت اور دلفریب تھا۔ صدر نے ہمیں فوراً بلالیا، اور بڑے اکرام اور خوش اخلاقی سے ملے، مجھے ٹرینیڈاڈ آنے پر مبارکباد دی، اور رسمی باتوں کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے آپ کے بارے میں یہ معلوم ہوا تھا کہ اسلام کے مالیاتی نظام کے بارے میں آپ نے خاصا کام کیا ہے، اور اس موضوع پر کتابیں بھی لکھی ہیں، اس لئے مجھے شوق پیدا ہوا کہ میں آپ سے اسلام کی معاشی تعلیمات کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کروں۔ اور اس بات کی ضرورت اس لئے بھی محسوس ہوئی کہ آجکل ساری دنیا جس معاشی بحران میں مبتلا ہے، اُس کے بارے میں کچھ لوگ یہ لکھ رہے ہیں کہ اسلامی مالیاتی ادارے اُس سے سب سے کم متاثر ہوئے ہیں، اور اسلامی تعلیمات میں اس بحران کا حل موجود ہے، میں اس کی حقیقت جاننا چاہتا ہوں۔

میں نے اس کے جواب میں قدرے تفصیل کے ساتھ عرض کیا کہ موجودہ بحران اُس سودی مالیاتی نظام کا لازمی نتیجہ ہے جس نے ساری دنیا کو اپنے شکنجے میں کسا ہوا ہے۔ اس نظام کی تین بنیادی خصوصیات ہیں جو اس بحران کا سبب بنی ہیں، اور جب تک یہ خصوصیات موجود رہیں گی، دنیا وقتاً فوقتاً ایسے بحرانوں سے دوچار ہوتی ہی رہے گی۔ میں نے عرض کیا کہ ان میں سے پہلی بات تو سودی کاروبار پر مبنی وہ نظام زر اور وہ تمویلی نظام (financial System) ہے جس میں تمویل کے پیچھے حقیقی اثاثے نہیں ہوتے، نیز حقیقی زر (خواہ نوٹ ہی کی شکل میں ہو) کی مقدار کو نظر انداز کر کے محض فرضی اور حسابی زر پیدا کیا جاتا ہے جس کے پیچھے نوٹ بھی نہیں ہوتے، وہ محض ہندسے ہوتے ہیں جنہیں زر تصور کر کے سود کا کاروبار چمکایا جاتا ہے، اور اس صورت حال کو مشتقات

(derivatives) کی تجارت نے کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے جس کی وجہ سے زر کی مجموعی سپلائی میں حقیقی زر کا تناسب بہت معمولی سا رہ گیا ہے، اور اس کے بجائے محض فرضی اور حسابی زر کا پھیلاؤ حد سے زیادہ بڑھ چکا ہے۔ (اس بات کی تفصیل کا یہ سفرنامہ متحمل نہیں ہے، لیکن اس کی تشریح میری کتاب ''سود پر تاریخی فیصلہ،، کے پیراگراف ۱۷۰ اور اس سے آگے مذکور ہے۔) دوسرا بنیادی سبب قرضوں کی خرید وفروخت ہے جس نے موجودہ بحران میں جلتی پر آگ کا کام کیا ہے۔ تیسرا سبب اسٹاک ایکسچینج میں قبضے کے بغیر خرید وفرخت (Short Sales) اور ملکیت کے بغیر خرید وفروخت (Blank Sales) کا نظام ہے جس نے سٹہ بازی کو سند جواز عطا کی ہے، اور یہی سٹہ بازی اسٹاک مارکیٹ میں بار بار جھٹکے لاکر زلزلے برپا کرتی ہے۔

ان نکات کی مختصر تشریح کے بعد میں نے عرض کیا کہ اسلام میں یہ تینوں باتیں ممنوع ہیں۔ سود کو قرآن کریم نے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کے مرادف قرار دیا ہے، اور اسلام میں کوئی تمویل ایسی نہیں ہوسکتی جس کی پشت پر حقیقی اثاثے نہ ہوں۔ قرض اسلام میں کوئی تجارتی معاملہ نہیں ہے جس سے نفع کمانا مقصود ہو۔ نفع صرف اشیاء وخدمات کی حقیقی خرید وفروخت ہی پر کمایا جاسکتا ہے۔ فرضی، وہمی اور غیر یقینی چیزوں پر نفع نہیں کمایا جاسکتا۔ لہٰذا قرضوں کی خرید وفروخت بھی ناجائز ہے، مشتقات کی خرید وفروخت بھی، اور ایسی چیزوں کی خرید وفروخت بھی جو بیچنے والے کی ملکیت اور قبضے میں نہ آئی ہوں۔ موجودہ بحران کی اصل وجہ یہی خرابیاں ہیں، اور اگرچہ بحران کی چکی جب ایک مرتبہ چل پڑتی ہے تو گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے لیکن جن اسلامی اداروں نے اپنے معاملات کو ان خرابیوں سے پاک رکھا ہے، وہ اس بحران سے اتنے متاثر نہیں ہوئے جتنے عام ادارے متاثر ہوئے ہیں۔

اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ موجودہ دنیا نے ابھی تک دو معاشی نظاموں کا تجربہ کیا ہے، سوشلزم اور سرمایہ دارانہ نظام۔ اسلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو ایک تیسری معتدل راہ عطا فرمائی ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ جب کبھی اس تیسری راہ کی بات کی جاتی ہے تو مغربی حلقوں کی طرف سے یہ شور مچنا شروع ہوجاتا ہے کہ اسلام کی بات کرنے والے گھڑی کی سوئی کو پیچھے لے جانا چاہتے ہیں، اور اب یہ پروپیگنڈا بھی شروع ہوگیا ہے کہ یہ تو دہشت گردی کا مذہب ہے۔ نتیجہ یہ کہ کسی کو سنجیدگی سے اسلامی تعلیمات کو سمجھنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی۔

صدر مملکت پروفیسر میکس ویل رچرڈ نے جو خود قانون اور معاشیات میں اعلیٰ تعلیم رکھتے تھے، یہ باتیں بڑی توجہ اور دلچسپی سے سنیں، اور بیچ میں سوالات بھی کرتے رہے، اور آخر میں انہوں نے موجودہ معاشی نظام کی ان خرابیوں کا اعتراف کیا، لیکن کہنے لگے کہ ان خرابیوں کا ازالہ کسی ایک شخص کے بس میں نہیں ہے، لیکن میری خواہش ہے کہ آپ کی ملاقات ہمارے وزیر اعظم سے بھی ہو، اور ہم جو کچھ کر سکتے ہیں، کم از کم اُس کے کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ (ملک کے وزیر اعظم اُس وقت ملک سے باہر تھے، اس لئے صدر کی یہ خواہش میرے قیام کے دوران پوری نہ ہوسکی)

یہ ملاقات تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہی، اور اس سے یہ اندازہ ضرور ہوا کہ موجودہ معاشی بحران نے مغربی دنیا کے اصحاب فکر کو بھی اپنے معاشی نظام کی کمزوریوں کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔ مجھے اپنے مرحوم بھائی جناب زکی کیفی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت کا یہ شعر یاد آ گیا:

تنگ آ جائیگی خود اپنے چلن سے دنیا
تجھ سے سیکھے گا زمانہ ترے انداز کبھی

میرے میزبان جناب شیراز صاحب ٹرینیڈاڈ کے مسلمانوں کیلئے غیر سودی اسکیمیں جاری کرنا چاہتے ہیں، اور اس سلسلے کا ابتدائی کام انہوں نے مولانا مفتی وسیم صاحب کی رہنمائی میں انجام دیا ہوا ہے، لیکن اس سلسلے کے باقاعدہ آغاز سے پہلے ایک تو انہوں نے پیشہ ور حضرات کی تربیت کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے جس کے کئی پروگرام ہو چکے ہیں، دوسرے ان کی اور مفتی وسیم صاحب کی خواہش تھی کہ میں ان کے نظام کا جائزہ لیکر کچھ مشورے پیش کروں۔ اس غرض کیلئے وہ اپنے ادارے میں مجھے لے گئے، اور ابتک کے کام کا ایک خلاصہ پیش کیا۔ مختصر وقت میں پورے کام پر ذمہ دارانہ تبصرہ تو مشکل تھا، لیکن میں نے اپنی بساط کی حد تک کچھ اصولی مشورے پیش کئے جن پر انہوں نے عمل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ ان کی خواہش تو یہ تھی کہ میں ان کے ادارے کے شریعہ بورڈ کی رسمی ذمہ داری قبول کرلوں، لیکن میں اپنی مصروفیات اور دوری کی بنا پر اس بات سے پہلے ہی معذرت کر چکا تھا۔ البتہ مفتی وسیم صاحب ان کی رہنمائی کر رہے ہیں۔

ٹرینیڈاڈ کا قیام اس لحاظ سے بہت مصروف گذرا کہ ہر روز صبح کا وقت کسی ادارے کے معائنے میں صرف ہوا، اور مغرب کے بعد کسی نہ کسی مسجد میں بیانات کا سلسلہ رہا۔ یہاں کی مختلف تنظیموں اور

اداروں سے واقفیت حاصل ہوئی، اور انہیں مشورے دینے کا بھی موقع ملا، اور یہ دیکھ کر مجموعی حیثیت سے خوشی ہوئی کہ الحمدللہ یہاں مسلمان خوشحال ہونے کے ساتھ اپنے دین کے تحفظ کی فکر رکھتے ہیں، اور تبلیغی سرگرمیاں بھی جاری رکھے ہیں۔

ٹرینیڈاڈ ویسٹ انڈیز کے خوبصورت ترین جزیروں میں سمجھا جاتا ہے جہاں سمندر، پہاڑوں اور آبشاروں کا ایک جہان آباد ہے، اور اس وجہ سے یہاں سیاحوں کی بھی خوب آمدورفت رہتی ہے۔ اور ویسٹ انڈیز کے دوسرے جزیروں کی طرح یہاں بھی خط استوا کا موسم یعنی ہلکی گرمی اور بارشوں کی کثرت مغربی سیاحوں کیلئے خاص دلچسپی کا سبب ہے۔ مجھے اپنی مصروفیات کی وجہ سے جزیرے کے سیاحتی مقامات تک جانے کا موقع تو نہیں ملا، لیکن ایک مقامی دوست کے اصرار پر میرا قیام حیات ریجنسی ہوٹل کی بائیسویں منزل پر رہا جو بڑی پُر فضا جگہ پر واقع تھا۔ اُس کے ایک طرف بحیرۂ کیریبین کا دلکش نظارہ ہروقت سامنے تھا، اور دوسری طرف ایک سرسبز پہاڑ کے دامن میں پھیلے ہوئے شہر کا منظر بھی بڑا دلفریب تھا۔ پیر سے ہفتے کی صبح تک پانچ دن یہاں میرا قیام رہا، اور جمعہ کا دن جزیرے کے شمالی شہر میں گذرا جہاں ایک عالیشان مسجد میں جمعہ کا خطاب بھی ہوا جو حاضرین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی، اور شام کو مغرب کے بعد وہیں کی ایک اور مسجد سے ملحق ہال میں بھی تقریر ہوئی جس میں شہر کے اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمانوں کو خصوصی دعوت پر بلایا گیا تھا۔ یہ میرے قیام کا آخری دن تھا، اور اگلی صبح وہاں سے باربے ڈوس کیلئے روانگی ہوگئی۔

باربے ڈوس میں

باربے ڈوس بھی ویسٹ انڈیز کا ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ اور ۱۹۹۴ء میں، یعنی چودہ سال پہلے میں یہاں پانچ دن گذار چکا ہوں جس کا مختصر تذکرہ میری کتاب ”دنیا مرے آگے“ میں ص ۱۰۷ سے ص ۱۱۱ تک موجود ہے۔ یہاں کے کچھ احباب اگرچہ بارہا مجھے دعوت دے چکے تھے، لیکن اس مرتبہ وہاں جانا میرے اصل پروگرام میں اسلئے شامل نہیں تھا کہ برازیل اور پانامہ کیلئے ویزا حاصل کرنے میں اتنا وقت لگ گیا کہ باربے ڈوس کا ویزا میں چلنے سے پہلے حاصل نہیں کرسکا، لیکن یہاں کے احباب، بالخصوص مفتی محمود دانا صاحب نے جب ٹرینیڈاڈ تک میرے آنے کی خبر سنی تو انہوں نے اصرار کیا کہ چاہے ایک ہی دن کیلئے ہو، میں باربے ڈوس ضرور ہوکر جاؤں۔ چنانچہ انہوں نے خصوصی

طور پر بڑی محنت کر کے میرے لئے ویزا حاصل کیا، اور اس کی کاپی ٹرینیڈاڈ بھیج دی۔ اس طرح ٹرینیڈاڈ کے پروگرام سے دو دن کم کر کے ہم ہفتے کی صبح بار بے ڈوس روانہ ہوئے۔ یہ پینتالیس منٹ کا سفر تھا، اور ہم ائیر پورٹ پر اترے تو ایک جم غفیر استقبال کیلئے موجود تھا۔ چونکہ اتوار کی شام کو میری واپسی طے تھی، اس لئے اس مختصر وقت میں اسلامک اکیڈمی آف بار بے ڈوس کی طرف سے ان حضرات نے صرف دو پروگرام رکھے تھے۔ ایک تو ہفتے کی شام کو بار بے ڈوس کے سب سے بڑے کانفرنس ہال میں عشاء کے بعد ایک سیمینار کا اہتمام کیا تھا جس کیلئے ان حضرات نے پہلے سے اسلام کی معاشی اور مالیاتی تعلیمات کا عنوان تجویز کر رکھا تھا۔ اس سیمینار میں بنیادی تقریر میری ہی رکھی گئی تھی، اور اس میں مقامی علماء کے علاوہ شہر کے مسلم اور غیر مسلم پروفیسر، وکلاء اور دوسرے شعبوں کے لوگ موجود تھے۔ دوسرا پروگرام اتوار کی صبح اکیڈمی کی طرف سے بار بے ڈوس کے علماء کے ساتھ ایک مشاورتی مجلس کا رکھا گیا تھا جس میں مقامی فقہی مسائل پر گفتگو تقریباً ڈیڑھ گھنٹے جاری رہی۔ میں جب پہلے آیا تھا تو یہاں دو بڑی مسجدیں تھیں، اور اب ماشاء اللہ ان میں ایک اور بڑی مسجد کا اضافہ ہوگیا ہے۔ مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھ کر تین ہزار کے قریب پہنچ گئی ہے۔ یہ تو میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں کہ یہاں مسلمانوں نے بچوں کی تعلیم کا بڑا مضبوط نظام بنایا ہوا ہے۔ اس مرتبہ الفلاح پرائمری اسکول کے نام سے ایک باقاعدہ اسکول بھی دیکھنے میں آیا جو علماء کی نگرانی میں کام کر رہا ہے۔

اتوار کا دن بار بے ڈوس میں گذارنے کے بعد ہم مغرب کے بعد برٹش ائیر ویز کے طیارے سے لندن کیلئے روانہ ہوئے، اور پیر ۷ ۲ رشوال کی صبح فجر کے وقت لندن گیٹ وک ائیر پورٹ پر اترے۔ یہاں ایک بجے دوپہر تک قیام کرنا تھا۔ لیسٹر کے جناب مولانا سلیم دھورات صاحب نے مجھ سے بار بے ڈوس ہی میں فون پر فرمایا تھا کہ وہ آج کل لندن ہی میں ہیں، اور یہ چند گھنٹے ان کے ساتھ گذار لئے جائیں۔ وہ ائیر پورٹ پر موجود تھے، اور ان کے ایک دوست ڈاکٹر صاحب کا گھر گیٹ وک کے قریب ہی تھا، وہاں چند گھنٹے آرام اور مولانا سے پُر لطف ملاقات کے بعد دوپہر ڈیڑھ بجے امارات ائیر لائنز سے دبئی کیلئے روانگی ہوئی۔ رات ساڑھے بارہ بجے جہاز دبئی اترا، اور وہ رات دبئی میں گذار کر علی الصباح کراچی روانہ ہوئے، اور بتیس گھنٹوں کے سفر کے بعد کراچی کے وقت سے بارہ بجے کے قریب وطن واپسی ہوئی، اور اس طرح پورے تینتیس دن کے بعد یہ طویل سفر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بعافیت تکمیل کو پہنچا۔ وللہ الحمد اولا وآخرا۔

ہیلن بینڈکٹ (کولمبیا یونیورسٹی)
ترجمہ وتبصرہ: سلیم منصور خالد

افواج میں خواتین کی بھرتی

امریکی تجربے کا ایک مطالعہ

دنیا کے سامنے اپنی قابلِ قبول تصویر (Soft image) پیش کرنے کے شوق اور اپنے آپ کو 'روشن خیال' ثابت کرنے کیلئے پاکستان کے مقتدر طبقے نے جو اقدامات کیے ہیں، ان میں سے ایک افواجِ پاکستان میں صرف تعلیم اور میڈیکل کے شعبوں میں نہیں، بلکہ خاص لڑاکا (Combatant) شعبوں میں خواتین کی بھرتی ہے۔ اس کی حکمت یا مصلحت تو حکمران ہی جانیں، ہمیں تو یہ خیال آتا ہے کہ کیا ملک میں صحت مند مردوں کی کمی پڑ گئی ہے، یا وہ سب ختم ہوگئے ہیں کہ محاذ پر عورتوں کو بھیجنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔

عصرِ حاضر کے 'روشن خیال' مرد کی مجبوری ہے کہ اسے گھر سے باہر نفس کی تسکین کا سامان چاہئے۔ اسی مقصد کے حصول کیلئے پورا فلسفۂ مساوات مرد وزن گھڑا گیا، عورت بچاری کو یہ پٹی پڑھا دی گئی کہ ہر شعبے میں برابری کے بغیر اس کا کوئی مقام نہیں۔ چنانچہ اسے ہر شعبے اور ہر میدان میں شمع محفل بنا دینا ہی 'ترقی پسندی' اور 'روشن خیالی' کا مطمح نظر قرار پایا ہے۔ محفل تو ایک طرف، ٹریفک وارڈن بھرتی کر کے اسے چوراہوں پر کھڑا کر دیا گیا ہے، جہاں وہ آٹھ آٹھ گھنٹے کھڑے ہو کر ڈیوٹی دیتی اور ٹریفک کو اشاروں سے کنٹرول کرتی نظر آتی ہے۔

ایک میدان کھیل کا بھی ہے۔ عورتوں کی ہاکی، کرکٹ کے بعد اب فٹ بال کے مقابلے بھی ہو رہے ہیں۔ منتخب لڑکیوں کے باقاعدہ ٹریننگ کیمپ لگائے جاتے ہیں، لطف یہ کہ (پاکستان اور افغانستان کو) اس 'کارِ خیر' میں امریکی محکمہ خارجہ خصوصی بلکہ فراخ دلانہ مالی مدد دیتا ہے اور تقریبات میں ان کا قونصل جنرل مہمان خصوصی بنایا جا رہا ہے۔

اس تحریر کا موضوع افواج میں خواتین کی موجودگی سے پیدا ہونے والے مسائل و معاملات پر نظر

ڈالنا اوران کا جائزہ لینا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں حقیقی موضوعات پر ریسرچ کی روایت بہت کمزور ہے۔ ہمارے ہاں کسی یونیورسٹی کے متعلقہ شعبے نے اب تک خواتین کی شرکت کے اس غیر معمولی مسئلے کے تمام پہلوؤں کا کسی تحقیق میں کوئی احاطہ نہیں کیا، تاہم جن کی برابری کی دوڑ میں ہم یہ سب کچھ کررہے ہیں کہ اپنی روایات اور عقائد ونظریات بھی پسِ پشت ڈال دیے ہیں، وہاں کا ایک جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔ اس امر سے انکارنہیں کیا جاسکتا کہ ان معاشروں میں، تحقیق کی ایک مضبوط روایت موجود ہے (ترقی کا ایک سبب یہ بھی ہے) اورحقائق کومنظرعام پر لانے میں کوئی لحاظ آڑے نہیں آتا۔اسی لیے، ہمارے ہاں جن امور پر پردہ پڑارہتا ہے، وہاں اُن پر کھلے عام مباحثہ کیا جاسکتا ہے۔

زیرترجمہ مضمون Why Soldiers Rape? ایک خاتون اسکالر ڈاکٹر ہیلن بینڈکٹ (Helen Bendict) نے اپنی اُس کتاب سے لے کر ۱۳/اگست ۲۰۰۸ء کوانٹرنیٹ پرپیش کیا ہے، جواپریل ۲۰۰۹ء میں بیکن پریس، امریکا سے شائع ہونے والی ہے۔ مضمون کے مطالعے میں یہ امر پیش نظر رہے کہ اہل مغرب یا مغرب زدہ اہل مشرق کے ہاں باہمی رضامندی سے بدکاری نہ کوئی جرم ہے اور نہ کسی قسم کا نوٹس لینے کی چیز ہے۔ البتہ زنا بالجبر (rape) ان کے ہاں بھی قابلِ مذمت جرم ہے۔ اس مضمون میں بالجبر ہی کا تذکرہ ہے، بالرضا کا نہیں۔ (مترجم)

امریکی فوج کی کیپٹن جینفر ماچمر (Jennifer Machmer) نے کانگریس کمیٹی کے سامنے حلفیہ بیان دیا ہے کہ: "۲۰۰۳ء کے دوران میں، جب وہ امریکی افواج کے ساتھ کویت میں متعین تھی، تب اس پر جنسی حملے کیے گئے۔ واقعہ یہ ہے کہ دورانِ جنگ یا حالتِ امن، دونوں صورتوں میں مسلح کمانڈروں کے ماتحت ملازمت کرنے والی فوجی خواتین کی جنسی بے حرمتی کے واقعات میں خطرناک حدتک اضافہ ہورہا ہے۔ اس صورتحال کی نقاب کشائی کیلئے تحقیق کاروں اور ذرائع ابلاغ نے دیانت داری سے کھوج لگایا ہے۔

اس جرم میں زیادہ توجہ کا مرکز فوجی عورتیں ہی رہتی ہیں کہ جن پر ان کے مرد ساتھی، اپنے پیشہ ورانہ تعلقات اور روابط کے دوران حملہ آور ہوتے ہیں۔ یہ صورتحال ان عورتوں کی ذہنی صحت اور ملازمت کی زندگی دونوں کو سخت صدمہ پہنچاتی ہے، حالانکہ اس شعبے میں خدمات کے پیش نظر بہترین مواقع اور مناسب ومعقول حوصلہ افزائی ملنی چاہئے۔ یہ موضوع سنجیدہ بحث کا تقاضا کرتا ہے، مگر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ اس بحث کے اہم اور بنیادی نکات کوسرے سے نظر انداز کردیا جاتا ہے۔

مسلح افواج میں خواتین پر جنسی حملوں کے اسباب پر غور وفکر کرتے وقت یہ سوچنا ازبس ضروری ہے کہ ان کی روک تھام کیسے ممکن ہے؟ اس تناظر میں ہمارا بنیادی سوال یہی ہے کہ: ''فوجی مرد اپنی ساتھی فوجی عورتوں پر جنسی حملہ کیوں کرتے ہیں؟''

ہماری عام شہری زندگی میں بھی زنا بالجبر (rape) کا جرم ناپسندیدہ حد تک پایا جاتا ہے۔ نیشنل انسٹیٹیوٹ آف جسٹس کی رپورٹ کے مطابق ہر چھے میں سے ایک عورت زندگی میں ایک بار اس جرم کا نشانہ بنتی ہے، لیکن اصل حقائق تو اور بھی زیادہ خراب صورت پیش کرتے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ (مغربی) معاشرہ ایک وبائی مرض کی طرح اس فعلِ بد میں مبتلا ہوتا جارہا ہے۔

(امریکی) فوج میں معاملہ اس سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ شہری زندگی کے مقابلے میں، فوجی زندگی میں یہ جرم دوگنا زیادہ ہوتا ہے اور وہ بھی خاص طور پر جنگ کے دنوں میں۔ حالانکہ تربیت کے دوران فوجیوں کو یہی پڑھایا، سکھایا اور بار بار ذہن نشین کرایا جاتا ہے کہ: ''یہاں پر انہیں ایک دوسرے کا احترام بالکل اس انداز سے کرنا ہے کہ جیسے وہ ایک خاندان کے افراد ہوں''۔ اس لیے فوج میں زنا بالجبر کو عام شہری تصور کے برعکس، ایسے خونی اور محترم رشتے کے ساتھ زنا گردانا جاتا ہے کہ جہاں شادی نہیں ہوسکتی، مگر اس اہتمام کے باوجود صورتحال میں کوئی تبدیلی واقع ہوتی نظر نہیں آتی۔ جو مرد عموماً اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ اپنی شکار کردہ عورتوں سے بڑی عمر کے ہوتے ہیں اور فوج کے بڑے عہدوں پر فائز ہوتے ہیں۔ گویا کہ انہوں نے اپنے منصب کی دھونس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ جرم کیا، حالانکہ ان خواتین کو تحفظ فراہم کرنا ان کی منصبی ذمہ داری تھی۔

(امریکی) محکمۂ دفاع کی رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں کہ زنا بالجبر کی ۹۰ فیصد متاثرہ عورتیں کم تر درجات (جونیئر رینکس) پر ڈیوٹی دے رہی ہوتی ہیں، اور ان کی اوسط عمر ۲۱ برس کے لگ بھگ ہوتی ہے، جب کہ حملہ آور (assailants) مردوں میں کمیشنڈ (بااختیار) اور نان کمیشنڈ افسروں کے علاوہ عام فوجی جوان، جن کی اوسط عمر ۲۸ سال ہے، شامل پائے گئے ہیں۔

فوجی زندگی اور فوجی نظم وضبط میں اس جرم (ریپ) کو روکنے کیلئے سخت گیر قوانین کی موجودگی کے باوجود یہ مرض بڑھتا ہی جارہا ہے۔ ۲۰۰۵ء میں (امریکی مسلح افواج کے مرکز) پینٹاگون نے اس جرم کی اطلاع دینے کے حوالے سے طریق کار اور دستور العمل میں مزید اصلاحات کیں، مگر بدقسمتی سے اس

سوال پر کہ: ''آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟'' سمجھدار اور تجربہ کار ماہرین سماجیات ونفسیات سے تبادلۂ خیال کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ البتہ اس کا سادہ سا جواب یہ دیا ہے کہ: ''فوجی کلچر، جنگ کی نوعیت اور حملہ آور مردوں کی نفسیات ہی اس جرم کے محرکات ہیں''۔ مگر یہ ایک ادھورا جواب ہے۔

''فوجی کلچر اور اس کلچر کا عورتوں کے بارے میں رویہ'' ایک ایسا موضوع ہے، جس پر منطق اور دانش پر مبنی ۲ رپورٹیں ہمارے سامنے ہیں: پہلی رپورٹ لکھنے والی ڈیوک یونیورسٹی، امریکا میں قانون کی پروفیسر میڈلین مورس (Madeline Morris) ہیں، جنہوں نے ۱۹۹۶ء میں ایک تحقیقی مقالہ پردِ قلم کیا: By Force of Arms: Rape, War and Military Culture (اسلحے کے زور پر: زنا بالجبر، جنگ اور فوجی کلچر) یہ مقالہ Duke Law Journal (ڈیوک لا جرنل، جلد ۴۵، ص ۶۵۱، ۱۹۹۶ء) میں شائع ہوا، جب کہ دوسری کتاب ۲۰۰۴ء میں یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں لوک ورثے (folklore) کی پروفیسر کارل برکی (Carol Burke) نے لکھی، اس کتاب کا نام ہے: Gender Folklore and Changing Military Culture (جنس، لوک ورثہ اور بدلتا فوجی کلچر) اور اسے بیکن پریس نے شائع کیا۔

ان دونوں تحقیقات میں، محققین نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ: ''فوجی کلچر اپنی فطرت کے اعتبار سے، اس کلچر کے ناقدین کی تنقید، مشاہدے اور تنقیدی حدِ ادراک سے بھی زیادہ عورتوں کیلئے توہین انگیز مزاج رکھتا ہے۔ جب یہ فوجی حضرات آپس میں مل بیٹھتے ہیں تو بعض اوقات ان کے مابین خواتین کی توہین کے اس عمل کے بارے میں مقابلے بازی تک کی نوبت بھی آجاتی ہے کہ کون کس قدر اور کتنے تسلسل سے یہ رویہ اختیار کیے رکھتا ہے''۔ مگر اس کے باوجود یہ سوال اپنی جگہ قائم ہے کہ: ''فوجی کیوں اپنی ساتھی عورتوں سے زنا بالجبر کا ارتکاب کرتے ہیں؟''

(۲۰۰۳ء میں مسلط کردہ امریکی) عراق جنگ کے بارے میں ایک جہاں دیدہ جنگی ماہر نے توہین نسواں اور زن بے زاری کے اس رویے کو اپنی کتاب Warrior Writers (جنگ جُو قلم کار) میں قلم بند کیا ہے، اور یہ کتاب ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی ہے جس میں امریکی میرین فوجیوں کے بارے میں درج ہے: ''مشق کرانے والا استاد (ڈرل انسٹرکٹر) اپنے ملنے والے ہم پیشہ فوجیوں کو ایک ڈھیٹ اور بے شرم فرد کی طرح ہر رات عورتوں کی توہین و تذلیل کا سبق دیتا، اور اس طرح نئے

زیرِ تربیت فوجیوں کو میرین فوجی بناتا نظر آتا ہے''۔

پروفیسر میڈلین مورس اور پروفیسر کارل برکی، دونوں ہی اس فوجی زبان کے رموز کو کھول کر بیان کرتی ہیں جس کا محور، ہر وقت عورتوں کی تذلیل ہے: ''(امریکی) افواج میں اس وقت ۱۳ فیصد عورتیں ملازمت کر رہی ہیں۔ یہاں ڈرل کرانے والے استاد محکمانہ طور پر اس امر کے پابند ہیں کہ وہ زیرِ تربیت فوجیوں کو نہ نسلی تعصب پر مبنی جملوں سے مخاطب کریں گے، نہ ان کے نام بگاڑیں گے، نہ لعنت، ملامت اور گالی بکیں گے۔ مگر یہی ڈرل استاد زیرِ تربیت عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے حسبِ معمول ذلیل کرتے رہتے ہیں، اور پھر اپنے غصے کے اظہار کیلئے پکارتے اور ڈانٹتے ہوئے جو القاب انہیں دیتے ہیں، وہ کچھ اس طرح ہیں: اوفاحشہ (bitch)، ہم جنس زدہ لڑکی، گندی نالی، لونڈیا وغیرہ بلکہ بعض اوقات وہ کسی زیرِ تربیت لڑکی کو شرم گاہ کیلئے استعمال ہونے والے بازاری لفظ سے موسوم کر کے بھی پکارنے سے دریغ نہیں کرتے۔ اگر ہم ان فوجی مردوں کی روزمرہ زبان کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ طرزِ تکلم اپنی فطرت میں عورتوں کی جنسی توہین کی آلودگی سے مملو ہونے کے سوا کچھ اور نہیں ہے''۔

یہ فوجی بڑی آسانی سے ہیجان انگیز اور فحش چیزیں (پورنوگرافی) اپنے مطالعے میں لاتے اور ایک دوسرے کو دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ ان فحش چیزوں کی ترسیل اور انہیں اپنے پاس رکھنا امریکی مسلح افواج میں قانونی طور پر ممنوع ہے۔ لیکن یہ چیزیں فوجیوں کو آسانی سے، ڈاک کے ذریعے یا شہری اربابِ تعلق کے ذریعے مل جاتی ہیں۔ ڈیوک یونیورسٹی کے اسکالر پروفیسر میڈلین مورس کے مطابق: ''ہوش مندی سے دیکھا جائے تو فوج میں فحش اشیا کی ترسیل، گردش اور زنا بالجبر میں اضافے کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ ان فوجیوں کو عشروں سے عورت کی جنسی تذلیل کے نغمے کھلے عام گنگناتے دیکھا جا سکتا ہے''۔

فوج کی ایک سپاہی میکیلا مونٹویا (Mickiela Montoya) جو ۲۰۰۵ء سے ۲۰۰۶ء کے دوران ۱۱ ماہ تک عراق میں امریکی افواج کے ساتھ خدمات انجام دیتی رہی، وہ اس منظرنامے کو ایک دوسرے انداز سے بیان کرتی ہے: اگر تم ایک عورت ہو تو پھر ایک فوجی مرد کی نگاہ میں تمہاری تین ہی حیثیتیں ہیں: ایک جنسِ آوارہ، ایک نمائشی چیز یا پانی بہانے کی جگہ۔ ایک ہم منصب فوجی نے مجھے یہ بتایا: میں یہ سوچتا ہوں کہ مسلح افواج میں عورتوں کا وجود مردوں کو سمجھ دار بنانے کیلئے ایک فرحت انگیز شیرینی سے زیادہ کچھ نہیں''۔ اسی جوان نے مجھے یہ بھی بتایا کہ: ''ویت نام کی جنگ کے دوران امریکی

فوجیوں کیلئے بدن فروش طوائفیں موجود تھیں، مگر عراق کی جنگ میں ہمیں یہ سہولت دستیاب نہیں، اسی لیے فطری طور پر ہمارا رُخ اپنی فوجی عورتوں کی طرف ہی ہوتا ہے''۔

گوشت خور درندوں کے ہاتھوں شکار کا نشانہ بننے والے جانداروں کی طرح ہی، فوجی کلچر میں عورت کی حیثیت کا مشاہدہ کرنے کی متعدد مثالیں سامنے آتی ہیں۔ انسانی تاریخ کی جنگوں میں عورتیں ایک جنسی مال غنیمت کی طرح فاتح فوجیوں کے ہاتھ لگتی تھیں۔ اس لیے خود اپنی افواج میں اپنی ہی فوجی عورتوں کو جب اذیت ناک جنسی تجربے سے گزرنا پڑتا ہے تو انہیں حیرت زدہ نہیں ہونا چاہئے کہ عشروں اور زمانوں سے وہ اسی فعل کا نشانہ بنتی چلی آ رہی ہیں۔

ویت نام کی جنگ اور اس کے بعد لڑی جانے والی (امریکی) جنگوں میں عسکری خدمات انجام دینے والے سابق فوجیوں کی ایک نفسیاتی معالج ڈاکٹر ماورین مردوخ (Maureen Murdoch) کا مطالعہ ۲۰۰۴ء میں تحقیقی مجلّے ملٹری میڈیسن (Military Medicine) میں شائع ہوا ہے۔ اس مقالے میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ: ''مسلح افواج میں خدمات انجام دینے والی اکہتر فیصد عورتوں نے بتایا ہے کہ ملازمت کے دوران ان کو زنا بالجبر کا شکار کیا گیا یا پھر جنسی طور پر نشانہ بنایا گیا''۔

☆...... ۲۰۰۳ء میں ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر اینے سیڈلر (Anne Sadler) اور اس کی معاون ساتھیوں کے ویت نام جنگ سے لے کر عراق جنگ میں حصہ لینے والی امریکی فوجی عورتوں کے مشاہدات کے مطابق: ۳۰ فیصد عورتوں نے برملا اعتراف کیا کہ دوران ملازمت ہم زنا بالجبر کے صدمے سے دوچار ہوئیں۔ یہ مطالعہ امریکن جرنل آف انڈسٹریل میڈیسن (AJIM) میں شائع ہوا۔

☆...... ۱۹۹۵ء میں ڈاکٹر ماورین مردوخ نے ایک تحقیقی مطالعہ کیا۔ اس کے مطابق عراق پر حملے، اور اس سے قبل کی جنگوں میں شریک (امریکی) فوجی عورتوں کے تجربات کے مطابق: ''۹۰ فیصد کو جنسی طور پر ہراساں کیا گیا''۔

☆...... ۲۰۰۷ء میں سابق فوجیوں کے ادارے 'ڈیپارٹمنٹ آف ویٹرن افیرز' (DVA) نے ایک سروے کرایا جس میں معلوم ہوا کہ عراق اور افغانستان کی جنگ سے واپس لوٹنے والی سابق فوجی عورتوں میں سے چالیس فیصد عورتوں نے کہا کہ دوران ملازمت ہماری آبروریزی کی گئی۔

امریکی محکمہ عدل (ڈیپارٹمنٹ آف جسٹس) کے ۲۰۰۵ء میں تحقیقی مطالعے میں تسلیم کیا گیا ہے

کہ اس فضا کے سبب صرف ساٹھ فیصد عورتیں مقدمے درج کراتی ہیں اور چالیس فیصد عورتیں خون کا گھونٹ پی کر رہ جاتی ہیں۔ فوجی زندگی کا معاملہ اس سے زیادہ بدتر جبر اور مخصوص گھٹن کی فضا سامنے لاتا ہے۔ ایسی فضا میں رپورٹ کرنے والی خواتین کو پست، کمزور اور ڈرپوک (cowardly) نہیں کہا جائے گا تو اور کیا کہا جائے گا؟

ان وجوہ کے باعث (امریکی) افواج میں عورتیں آبروریزی کے ۸۰ فیصد واقعات کی کبھی رپورٹ درج نہیں کراتیں، اور پینٹا گون نے جس چیز کو اپنی رپورٹ ۲۰۰۷ء میں پیش کیا ہے، وہ ایک بڑے سمندری پہاڑ کا سطح آب پر نظر آنے والا محض چھوٹا سا حصہ ہے۔

گزشتہ دو برسوں کے دوران میں نے چالیس یا اس کے لگ بھگ سابقہ فوجی عورتوں کے انٹرویو کیے ہیں۔ ان میں سے دو عورتوں نے بتایا کہ: ”عراق اور افغانستان میں تعیناتی کے دوران ہمارے ساتھی مردوں (کامریڈز) نے بڑے تسلسل کے ساتھ ہمیں جنسی طور پر ہراساں کیا“۔ ایئرفورس کی سارجنٹ مارٹی ربیرو (Marti Ribeiro) نے ذاتی تجربہ بیان کیا: ”ملازمت کے آٹھ برسوں میں تربیت، اور ۲۰۰۳ء سے ۲۰۰۶ء تک تعیناتی کے دوران مجھے بے دردی سے مسلسل جنسی طور پر ہراساں کیا جاتا رہا ہے“۔

اسی طرح ایک سابق فوجی خاتون نے بتایا: آخر تھک ہار کے مجھے اپنی ہی طرح کے لباس میں، اپنی ہی فوج میں موجود دشمن (enemy) سے جنگ ختم کرنا پڑی۔ جہاں میں تعینات تھی، وہاں ایک نان کمیشنڈ سینئر افسر مجھے مسلسل ہراساں کرتا رہا۔ وہ بڑے تسلسل کے ساتھ، موقع پاتے ہی مجھ سے میری جنسی زندگی کے بارے میں سوال داغ دیتا۔ جن کو پوچھنے کا وہ کوئی حق نہیں رکھتا تھا۔ پھر میرے ایک کرنل صاحب نے کچھ اس انداز سے مجھے جنسی طور پر ہراساں کرنے کی کوشش کی کہ میں بیان نہیں کرسکتی۔

۲۰۰۷ء میں پینٹا گون نے افواج میں جنسی حملوں کی رپورٹ میں بتایا ہے کہ: ”۲۰۰۷ء میں آبروریزی کے ۴۷ فیصد مقدمات، تفتیش کے دوران معقول حوالے نہ ہونے کی وجہ سے مسترد کردیے گئے، اور صرف ۸ فیصد مقدمات فوجی عدالت میں فیصلے کیلئے بھیجے گئے“۔ یہ ادھوری تصویر اس کرب ناک صورتحال کو بخوبی واضح کردیتی ہے جسے جنسی تشدد کی شکار فوجی عورتیں اپنے کانوں سے سنتی اور آنکھوں سے دیکھتی ہیں۔ عورتوں کے شکاری ان مردوں کو پینٹا گون، سرزنش کرتے ہوئے عدالتی عمل سے بالا بالا، کچھ انتظامی تادیب کرکے بس فارغ کردیتا ہے۔ اس کے برعکس عام شہری

زندگی میں جنسی تشدد کے ۴۰ فیصد مجرموں کو بہرحال سزا مل جاتی ہے۔

اس سنگین صورتحال میں بہتری لانے کیلئے حسب ذیل اصلاحات کو رواج دیا جائے:

☆......خواتین فوجیوں کو احترام دیا جائے اور انہیں ترقیاں دی جائیں۔ ہائی کمان کی طرف سے زیادہ احترام ملنے کے نتیجے میں وہ اپنے نچلے درجات کے مرد ساتھیوں کی زیادتی کا کم شکار ہوں گی۔

☆......فوجی افسروں اور ماتحت فوجیوں کو ذہن نشین کرایا جائے کہ زنا بالجبر محض ایک تشدد نہیں، بلکہ جنگی جرم بھی ہے۔

☆......جو مرد اپنی ساتھی عورتوں پر جنسی حملہ کریں انہیں فوج سے برطرف کر دیا جائے۔

☆......فوج کے اندر فواحش (پورنوگرافی) کی ترسیل کو سختی سے روک دیا جائے۔

☆......فوجی تربیت اور مشق کے دوران، جنس سے آلودہ زبان اور الفاظ کے استعمال کو ممنوع قرار دیا جائے۔

☆......افسروں کو تربیت دی جائے کہ وہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور احترام سے پیش آئیں۔

☆......ایسے فوجی صلاح کاروں کو تربیت دی جائے کہ جو فوجی عورتوں اور مردوں کو صرف حالت جنگ ہی میں سہارا نہ دیں، بلکہ اس کے ساتھ ان میں جنسی حملوں کے رجحان کے خاتمے اور بچپن میں پیش آنے والے ناروارویوں کا نفسیاتی علاج بھی کریں۔

☆......آخر میں سب سے اہم بات یہ کہ عراق میں جنگ کو ختم کریں۔

تبصرہ از مترجم: اس مضمون کا تحقیقی معیار قابلِ قدر ہے، البتہ فاضل مصنفہ نے آخر میں جو حل تجویز کیا ہے، وہ ادھورا اور تضاد پر مبنی ہے۔ جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مقالہ نگار اس الٰہی ہدایت سے آگاہ نہیں کہ جس میں خالق کائنات نے عورت اور مرد کو پیدا کر کے، انہیں ان کی فطرت کے مطابق فرائض سونپے ہیں۔

جس تہذیب نے انسان اور کائنات کو محض ایک حادثہ قرار دے کر نسلوں کی نسلیں پروان چڑھائی ہیں، اور انسان کو محض ایک جانور کی ترقی یافتہ شکل گردانا ہے، اور انسانی زندگی کو صرف لطف، سرور اور

مادی کشاکش کا ڈراما قرار دیا ہے، وہاں بھلا کیسے اخلاقی معیار اور معاشرتی توازن قائم ہوسکتا ہے۔ اس توازن اخلاق و معاشرت کا نقاش تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہوسکتا ہے کہ جو کسی مادی فائدے کی طلب وحسرت سے بے نیاز اور اپنی مخلوق کے دلوں میں چھپے رازوں سے باخبر اور انہیں رہنمائی دینے والا ہے۔ یہ رہنمائی اس نے الہامی کتابوں اور پیغمبروں کے ذریعے عطا کی ہے۔

اس پس منظر میں دیکھا جائے تو یہ کوئی معمولی درجے کا مضمون نہیں ہے، بلکہ حسرتوں، عبرتوں اور نوحوں کی ایک دردناک داستان ہے۔ یہ مضمون تفریح طبع کا سامان مہیا نہیں کرتا، بلکہ قائدانہ مقام کی حامل تہذیب کے رِستے ہوئے ناسور پر نشتر زنی کرتا ہے۔

آخر میں سوال یہ ہے کہ پاکستان کے فعال جنگی اداروں میں عورتوں کی تعیناتی ہمارے کس تہذیبی پیمانے سے مناسبت رکھتی ہے؟ کیا اس دیوانگی کے نتیجے میں 'مزید کرو' (do more) کی رسیا وہ مغربی دنیا واقعی ہم پر مہربان ہوجائے گی، جسے اصل چڑ اس بات سے نہیں ہے کہ ہمارے آئینی یا فوجی اداروں میں عورتوں کو بھرتی کیوں نہیں کیا جارہا ہے، بلکہ ان کیلئے اصل مسئلہ خود 'مسلمان اور اسلام' ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بے چارے مغرب زدہ مسلمان اور خود مغرب میں مسلمان ملک بوسنیا اور کوسووا کے مسلمانوں کو عہدِ حاضر کی بدترین قتل و غارت گری کا نشانہ نہ بننا پڑتا۔

اسی طرح یہ حیلے بازی بھی کسی واقعاتی یا فکری دیانت سے مناسبت نہیں رکھتی کہ ایسے تمام فیصلے اکیلے جنرل مشرف نے کیے تھے۔ نہیں، یہ فیصلے لازماً ہماری مسلح افواج کے اداروں ہی نے 'مشرف' کی صدارت میں کیے تھے۔ اب ان کیلئے بہتر راستہ یہی ہے کہ وہ مے خانۂ مغرب کے احوال سے اور اپنے زمان و مکان کے فساد سے عبرت حاصل کریں۔ عورتوں کو پائلٹ بنا کر فضاؤں میں اڑانے، اور مسلح افواج میں کمیشن دے کر یونٹوں میں خوار کرنے، اور رینجرز میں بھرتی کرکے سرحدوں کی چوکیداری کرانے یا سڑکوں، چوراہوں اور شاہراہوں پر دوڑانے کے جاہلانہ فیصلوں کو واپس لیں۔ قوم کی بچیوں کو عزت، تحفظ اور آسودگی کے ساتھ خدمات انجام دینے کے متبادل مواقع مہیا کیے جاسکتے ہیں، لیکن انہیں 'نمائشی گڑیا' بنا کر مغربی فرعونوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی 'روشن خیالی' پر مبنی عیاشی کی یہ قوم، یہ ملت، یہ تہذیب اور یہ دین اجازت نہیں دیتے۔ (بشکریہ ترجمان القرآن)

☆☆☆

زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا عذاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جس آدمی کو اللہ نے دولت عطا فرمائی اس نے اسکی زکوٰۃ ادا نہ کی تو وہ دولت قیامت کے دن اُس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے ناگ کی شکل میں آئیگی جس کی انتہائی زہریلے پن سے اس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں اور اسکی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں (جس سانپ میں یہ دو باتیں پائی جائیں وہ انتہائی زہریلا سمجھا جاتا ہے) پھر وہ سانپ (اس زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے بخیل) کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا (یعنی اس کے گلے میں لپٹ جائے گا) پھر اسکی دونوں باچھیں پکڑے گا (اور کاٹے گا) اور کہے گا کہ میں تیری دولت ہوں میں تیرا خزانہ ہوں

یہ فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی :۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

سورۃ آل عمران ع ۱۹ پ ۳

اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں۔ اُس مال و دولت میں جو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے انکو دی ہے (اور اسکی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ مال و دولت ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ اُن کیلئے بدتر ہے اور شر ہے۔ قیامت کے دن انکے گلوں میں طوق بنا کر ڈالی جائیگی وہ دولت جسمیں انہوں نے بخل کیا۔ (اور جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی) (صحیح بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ مالِ زکوٰۃ جب دوسرے مال میں مخلوط ہوگا تو ضرور اس کو تباہ کر دے گا۔

انتخاب: محمد عبداللہ صدیقی العرفانی

شاہ شجاع کرمانیؒ کی لڑکی کا بے مثال زہد
اور
شادی کتنی سادی

(مجالس حکیم الامتؒ سے ماخوذ)

جیسے حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ترکِ سلطنت کر کے درویشی اختیار کر لینے کا معروف ومشہور ہے۔ اسی طرح ایک بزرگ شاہ شجاعؒ کرمانی کا واقعہ ہے وہ بھی سلطنت چھوڑ کر درویش بن گئے تھے مگر ان کی عزت و جاہ ملوک وسلاطین علماء اور صلحاء میں بہت زیادہ تھی۔ ان کی ایک لڑکی جوان تھی اور یہ چاہتے تھے کہ کسی دیندار آدمی سے اس کا نکاح کر دیں۔ اس زمانے میں دینداری کی بڑی علامت 'احسان الصلوٰۃ' تھی یعنی نماز کو پورے آداب اور خشوع کے ساتھ اس طرح ادا کرنا گویا نمازی خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہو۔ یا خدا تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

حضرت شاہ شجاعؒ نیک وصالح آدمی کی تلاش میں تھے۔ ایک روز مسجد میں ایک نوجوان کو دیکھا کہ اچھی طرح خشوع وخضوع سے نماز پڑھ رہا ہے۔ اسی وقت ارادہ کرلیا کہ اس نوجوان سے شادی کردیں گے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس کے پاس جا کر سلام کیا اور حال پوچھا کہ کہاں کے رہنے والے ہیں کیا خاندان ہے؟ معلوم ہوا کہ شریف آدمی ہے مگر غریب اور مفلس۔

شاہ شجاعؒ نے اس سے پوچھا آپ کی شادی کہیں ہوگئی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا اجی! میں ایک غریب اور مفلس آدمی ہوں۔ مجھے کون اپنی لڑکی دینے لگا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نا امید کیوں ہوتے ہو تم نے کہیں کوئی پیغام بھی دیا ہے۔ اس نے کہا کہ جب مجھے معلوم ہے کہ میرا پیام رد کیا جاوے گا تو میں کیوں خواہ مخواہ پیام دے کر رُسوا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اچھا تم اس پر راضی ہو کہ شاہ شجاع کرمانی

کی لڑکی کی شادی تم سے ہو جائے۔ نوجوان نے کہا کہ حضرت کیوں میرے ساتھ دل لگی کرتے ہیں کہاں میں اور کہاں شاہ شجاع! نام بھی لوں گا تو پٹوں گا، اب انہوں نے ظاہر کر دیا کہ میں ہی شاہ شجاع کرمانی ہوں اور اپنی لڑکی کا عقد تم سے کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر بھی نوجوان نے کہا کہ اگر آپ راضی ہیں تو کیا ضروری ہے کہ آپ کی بیٹی بھی راضی ہو جائے۔ فرمایا کہ میں اس سے دریافت کر چکا ہوں وہ راضی ہے۔

اب تو نوجوان نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ میں کہاں اس قابل تھا۔ شاہ شجاعؒ نے اسی وقت نکاح پڑھا اور اسی وقت کوئی چادر یا برقع اُڑھا کر لڑکی کو اٹھا کر اس نوجوان کے گھر لے گئے۔ جو ایک شکستہ مکان تھا۔ کسی سامان کا نام نشان نہ تھا۔ لڑکی دروازے کے اندر داخل ہوئی تو اپنے والد شاہ شجاعؒ سے کہا کہ ابا جان آپ نے مجھے کہاں ڈبو دیا ہے۔ نوجوان نے سن کر کہا کہ دیکھئے میں آپ سے کہتا تھا نا کہ لڑکی میری ایسی تنگدستی کی حالت پر کیسے راضی ہوسکتی ہے؟ اب تو لڑکی خود بولی کہ آپ نے کیا سمجھا ہے کہ میں نے اپنے والد صاحب سے کسی چیز کی شکایت کی ہے؟ بات یہ ہے کہ میرے والد نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تمہارا نکاح ایک زاہد شخص کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس پر راضی ہوگئی مگر میں جب آپ کے گھر میں داخل ہوئی تو ایک گھڑے پر باسی روٹی رکھی ہوئی نظر آئی میں نے اس کو زُہد کے خلاف سمجھا کہ روٹی باسی بچا کر رکھی جائے اس لئے والد صاحب سے شکایت کی کہ مجھ کو کہاں ڈبو دیا؟ یہ آدمی تو زاہد نہیں ہے باسی روٹیاں اُٹھا کر رکھتا ہے۔ اس پر نوجوان نے کہا کہ میرا آج روزہ ہے۔ خیال یہ تھا کہ شام کو افطار کیلئے باسی روٹی اٹھا کر رکھ لوں کہ تکلیف نہ ہو۔ لڑکی نے کہا میرے نزدیک یہی تو زہد و توکل کے خلاف ہے۔ جس کے لئے روزہ رکھا ہے۔ اُس پر تو اطمینان نہیں کہ وہ افطاری بھی دے گا۔ سبحان اللہ!

یہ حکایت نقل کر کے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حکایات ہیں عورتوں کو سنانے کیلئے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے۔ لیکن ان کے سننے (اور پڑھنے) سے انہیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مشاہدہ ہو جائے گا۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اس میں عقل کام نہیں دیتی جب تک دولتِ باطن نہ عطا ہو یہ حالت نہیں ہوسکتی کیونکہ ظاہری عقل میں تو یہ بات نہیں آتی جب تک دولتِ دنیا سے بڑی کوئی دولت سامنے نہ ہو۔ ان کے زُہد اور ترک دنیا کا یہ اعلیٰ مقام ذکر کرنے کے بعد حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اب میں آخری بات کہتا ہوں کہ یہ زمانہ ضعف کا ہے۔ سالکین کیلئے سہولت بہم کرنے کا ہے۔ بقدر ضرورت سامان کر لینا خلاف زُہد نہیں مگر اس اعلیٰ زُہد والوں سے کم از کم محبت اور عقیدت تو رکھیں۔ ان کو حقیر نہ سمجھیں۔ ☆☆☆

ادارہ

مکہ مکرمہ اور آب زم زم سے متعلق دو اہم خبریں

گرینج کی جگہ مکہ مکرمہ کے وقت کو معیاری تسلیم کیا جائے، یوسف القرضاوی

چند مسلمان علمائے دین اور سائنس دانوں نے مطالبہ کیا ہے کہ گرینج کے معیاری وقت کے بجائے مکہ مکرمہ کے وقت کو معیار کے طور پر اپنانا چاہئے کیونکہ بقول ان کے مکہ ہی دنیا کا مرکز ہے۔ یہ مطالبہ قطر میں ہونے والی ایک کانفرنس میں کیا گیا جس کا عنوان تھا'' مکہ مرکز عالم، علم وعمل'' کانفرنس میں شریک ایک ماہر ارضیات کا کہنا تھا کہ جغرافیائی لحاظ سے مکہ قطب شمالی سے دیگر طول بلد کے مقابلے میں بہترین مطابقت رکھتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ انگریزوں نے برطانوی راج کے دور میں دیگر ممالک پر قبضہ کر کے باقی دنیا پر زبردستی گرینج کا وقت مسلط کر دیا تھا اور اس صورتحال کو بدلنے کا وقت آ گیا ہے۔ معروف عالم دین شیخ یوسف القرضاوی نے اس کانفرنس میں کہا کہ جدید سائنسی طریقوں سے یہ اب ثابت ہو گیا ہے کہ مکہ کرۂ ارض کا اصل مرکز ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اس سے قبلے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

آب زم زم میں جو قدرتی خصوصیات موجود ہیں وہ عام پانی میں پیدا کرنا ممکن نہیں۔ جاپانی سائنسداں

آب زم زم پر معروف جاپانی سائنسدان کی جانب سے کی جانے والی نئی تحقیق سے ثابت ہو گیا ہے کہ جو معدنی خصوصیات آب زم زم میں قدرتی طور پر موجود ہیں وہ خصوصیات عام پانی میں مصنوعی طور پر پیدا کرنا بھی ممکن نہیں ہیں تاہم اگر عام پانی کے ایک ہزار قطروں میں آب زم زم کا ایک قطرہ بھی شامل کر دیا جائے تو عام پانی میں آب زم زم جیسی خصوصیات پیدا ہو سکتی ہیں۔

تفصیلات کے مطابق جاپان کے معروف سائنسی تحقیقاتی ادارے کے پروفیسر ڈاکٹر ایموتو نے ایک خبر رساں ادارے سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ایک عربی دوست کے ذریعے ملنے والے زم زم کے پانی پر انہوں نے تحقیق کی تو حیرت انگیز باتوں کا انکشاف ہوا جس میں سب سے اہم آب زم زم کے اندر ایک خاص بات جو تحقیقات سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ مسلمان پانی پینے سے پہلے پانی پر بسم اللہ پڑھ کر پھونکتے ہیں جس سے پانی میں ایک خاص قسم کی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے اور پانی میں ایک خاص قسم کے بلور بن جاتے ہیں جو صحت کیلئے مفید ہوتے ہیں۔

(بشکریہ اخبار المدارس۔ کراچی)

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی

ستّر کے عدد والی احادیث

(قسط نمبر ۴)

دوزخ کے پہاڑ صعود کی چڑھائی ستر سال

۳۴۔ عن ابی سعید عن رسول اللّٰہ ﷺ قال الصعود جبل من النار یتصعّد فیه سبعین خریفاً ویهوی به کذلک فیه ابداً. رواہ الترمذی (باب صفة النار واهلها ص: ۵۱۰)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''صعود (جس کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت **"سَاُرْهِقُه، صَعُوْداً"** میں ہے) دوزخ کا ایک پہاڑ ہے جس پر کافر کو ستر برس چڑھایا جائے گا اور وہاں سے اسی طرح (ستر برس تک) گرایا جائے گا اور برابر یہی سلسلہ جاری رہے گا (یعنی کافر دوزخی ہمیشہ اس پہاڑ پر چڑھائے اور گرائے جاتے رہیں گے)۔

نور کے ستّر پردے

۳۵۔ عن زرارة بن اوفیٰ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال لجبریل: هل رایت ربک؟ فانتفض جبریل وقال یا محمدا! ان بینی وبینه سبعین حجاباً من نورٍ لو دنوت من بعضها لاحترقت، هکذا فی المصابیح. (باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام ص: ۵۱۰)

ترجمہ:۔ حضرت زرارہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنے پروردگار کو دیکھا ہے؟ حضرت جبرائیل (یہ سن کر) تھر تھر کانپنے لگے پھر بولے کہ اے محمد (ﷺ)! میرے اور خدا کے درمیان نور کے ستّر پردے ہیں، اگر ان پردوں میں سے کسی پردے کے قریب ہونے کے لئے آگے بڑھوں تو جل جاؤں۔

غزوۂ بدر میں ستر مقتول اور ستر قیدی

۳۶۔ عن ابن عباس قال: بینما رجل من المسلمین یومئذ یشتد فی إثر رجل من المشرکین أمامه إذ سمع ضربة بالسوط فوقه وصوت الفارس یقول: أقدم حیزوم. إذ نظر إلی المشرک أمامه خرمستلقیا فنظر إلیه فإذا هوقد خطم أنفه وشق وجهه کضربة السوط فاخضر ذلک أجمع فجاء الأنصاری فحدث رسول الله ﷺ فقال: صدقت ذلک من مدد السماء الثالثة فقتلوا یومئذ سبعین وأسروا سبعین. رواہ مسلم (باب فی المعجزات ص: ۵۳۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس دن (یعنی غزوۂ بدر کے دن) جبکہ ایک مسلمان ایک مشرک کا تعاقب کر رہا تھا جو آگے بھاگا جا رہا تھا، تو اچانک اس (مسلمان) نے مشرک پر نظر پڑتے ہوئے چابک کی آواز سنی، پھر اس نے ایک سوار کی آواز سنی جو یہ کہہ رہا تھا ''حیزوم'' (اقدام کر، حملہ کر) پھر اس مسلمان کی نظر اپنے آگے بھاگتے ہوئے مشرک کی طرف گئی تو دیکھا کہ وہ زمین پر چت پڑا ہوا ہے، اس نے یہ بھی دیکھا کہ اس مشرک کی ناک پر نشان پڑا ہوا ہے اور اس کا منہ پھٹا ہوا تھا جو چابک کی مار کی علامت تھی اور وہ تمام جگہ جہاں چابک لگا تھا سبزہ و سیاہ ہوگئی تھی (یعنی جس طرح کوئی جگہ چوٹ کھا کر نیلی ہوجاتی ہے اسی طرح اس کی ناک کا وہ حصہ جس پر چابک کا وہ نشان نظر آ رہا تھا، نیلا پڑ گیا تھا) چنانچہ وہ انصاری مسلمان (جس نے اس مذکورہ مشرک کا مذکورہ حال دیکھا تھا) جب آنحضرت ﷺ کے پاس آیا تو آپ سے (یہ سارا واقعہ) بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ ''تم سچ کہتے ہو، وہ فرشتہ (جس نے اس مشرک کو چابک مار کر ہلاک کیا تھا) تیسرے آسمان کی فوجی کمک کا فرشتہ تھا''، اس دن مسلمانوں نے ستر کافروں کو قتل کیا اور ستر کو گرفتار کرلیا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر روزانہ ستر ہزار فرشتوں کی آمد

۳۷۔ عن نبیهة بن وهب أن کعبا دخل علی عائشة فذکروا رسول الله ﷺ فقال کعب: ما من یوم یطلع إلا نزل سبعون ألفا من الملائکة حتی یحفوا بقبر رسول الله ﷺ یضربون بأجنحتهم ویصلون علی رسول الله ﷺ حتی إذا أمسوا عرجوا وهبط مثلهم فصنعوا مثل ذلک حتی إذا

نشقت عنه الأرض خرج فی سبعین ألفا من الملائکة یزفونه. (رواه الدارمی (باب الکرامات ص: ۵۴۶)

ترجمہ:۔ حضرت نبیہ بن وہبؒ بیان کرتے ہیں کہ (ایک دن) حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور جب اس مجلس میں رسول کریم ﷺ کی بعض صفات وخصوصیات یا آپ ﷺ کے وصال کی حالت کا ذکر ہوا) تو انہوں نے کہا کہ روزانہ فجر کے طلوع ہوتے ہی ستر ہزار فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور وہ فرشتے رسول کریم ﷺ کی قبر شریف کو گھیر لیتے ہیں اور (قبر کے اوپر سے گردوغبار صاف کرنے کے لئے یا انوار قبر سے برکت وقرب حاصل کرنے کے لئے) اپنے پروں کو قبر شریف پر مارتے ہیں اور رسول کریم ﷺ پر درود پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے تو فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور (انہی کی طرح ستر ہزار) دوسرے فرشتے اترتے ہیں جو ان (دن والے فرشتوں) کی طرح (صبح تک) یہی کرتے ہیں اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ (قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا اور) قبر شریف شق ہوگی اور آپ ﷺ قبر سے اُٹھیں گے اور ستر ہزار فرشتے (اپنے جلو میں لے کر) محبوب کو حبیب تک پہنچائیں گے۔

ستر امتوں کو مکمل کرنے والے

۳۸۔ عن بهز بن حکیم عن أبیه عن جده أنه سمع رسول الله ﷺ یقول فی قوله تعالیٰ: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قال: أنتم تتمون سبعین أمة أنتم خیرها وأکرمها علی الله تعالیٰ. رواه الترمذی وابن ماجه والدارمی (باب ثواب هذه الأمة ص: ۵۸۴)

ترجمہ:۔ حضرت بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ بہز کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسولِ کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ** (امتوں میں سب سے بہتر امت تم تھے جنہیں لوگوں کی ہدایت و بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا) کی تفسیر میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: (اے اہل اسلام) تم ستر امتوں کو پورا کرتے ہو اور اللہ کے نزدیک تم ان امتوں میں سب سے بہتر قابلِ قدر ہو۔

تشریح:۔ ''ستر امتوں'' سے مراد وہ گذشتہ امتیں ہیں جو بڑی بڑی تھیں اور جن کا عدد ستر تک پہنچتا ہے اور انہیں کے ضمن میں چھوٹی چھوٹی امتیں بھی آجاتی ہیں۔ (مظاہر حق)

عیادت کرنے پرستّر ہزار فرشتوں کی دعاءِ رحمت

۳۹۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: ما من مسلم یعود مسلما غدوۃ إلا صلی علیہ سبعون ألف ملک حتی یمسی وان عادہ عشیۃ الاصلی علیہ سبعون الف ملک حتی یصبح و کان لہ خریف فی الجنۃ. رواہ الترمذی وأبوداؤد (باب عیادۃ المریض ص:۱۳۵)

ترجمہ:۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ" جو مسلمان (دوسرے بیمار) مسلمان کی دن کے پہلے حصہ میں یعنی دوسرے پہر سے پہلے عیادت کرتا ہے تو ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے شام ہونے تک رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جو مسلمان دن کے آخری حصہ میں یعنی زوال کے بعد عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے صبح ہونے تک رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور بہشت میں اس کے لئے ایک باغ مقرر کردیا جاتا ہے"۔

سورۂ دخان پڑھنے پرستّر ہزار فرشتوں کا استغفار

۴۰۔ وعن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من قرأحمٓ الدخان فی لیلۃ أصبح یستغفرلہ سبعون ألف ملک. رواہ الترمذی (کتاب فضائل القرآن ص:۱۸۷)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روای ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: " جو شخص رات میں سورۂ حم الدخان (سورۂ دخان) پڑھتا ہے تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے بخشش کی دعا مانگتے ہیں"۔

رکنِ یمانی پرستّر ہزار فرشتوں کا آمین کہنا

۴۱۔ عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ قال: وکل بہ سبعون ملکا یعنی الرکن الیمانی فمن قال: اللہم إنی أسألک العفو والعافیۃ فی الدنیا والآخرۃ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار قالوا: آمین. رواہ ابن ماجہ (باب دخول مکۃ والطواف ص:۲۲۸)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا " وہاں یعنی رکن یمانی پر ستر فرشتے متعین ہیں چنانچہ جو شخص (وہاں) یہ دعا پڑھتا ہے، فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں وہ دعا یہ ہے: **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا**

وَالآخِرَةِ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (اے اللہ! میں تجھ سے گناہوں کی معافی اور دنیاو آخرت میں عافیت مانگتا ہوں، اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا)۔

تشریح:۔ رکن یمانی کی جب یہ فضیلت ہے تو حجرِ اسود کی فضیلت اس سے بھی زائد ہوگی لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ فضیلت صرف رکنِ یمانی کے ساتھ خاص ہو اور حجرِ اسود کے لیے اس کے علاوہ دوسری فضیلتیں ہوں، ایک دوسری حدیث میں اس دعا کا پڑھنا رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان منقول ہے اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آپ رکن یمانی سے یہ دعا شروع فرماتے ہوں اور حجرِ اسود تک پڑھتے جاتے ہوں بہرحال ہر طرح یہ دعا پڑھنا درست ہے البتہ یہ دعا چلتے ہوئے مانگنی چاہیئے۔ کیونکہ طواف کرتے ہوئے دعا کیلئے ٹھہرنا درست نہیں ہے، لہٰذا جو لوگ طواف کے دوران ٹھہر کر یہ دعا پڑھتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں۔ (مظاہر حق و مرقاۃ)

ستّر انصار کی غزوۂ احد میں شہادت

۴۲۔ عن قتادة قال مانعلم حیاً من احیاء العرب اکثر شهیداً اعزّ یوم القیامة من الانصار قال وقال انس قتل منهم یوم اُحد سبعون ویوم بئر معونة سبعون ویوم الیمامة علی عهد ابی بکر سبعون. رواه البخاری (باب جامع المناقب ص: ۵۸۱)

ترجمہ:۔ حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ یا قوم کے بارے میں ہمیں یہ علم نہیں کہ اس کے شہیدوں کی تعداد انصار کے شہیدوں سے زیادہ ہو اور قیامت کے دن انصار سے زیادہ باعزت مانے جائیں حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ اُحد کی جنگ میں ستّر انصار شہید ہوئے، بیر معونہ کے واقعہ میں ستّر انصار شہید ہوئے اور یمامہ کی جنگ میں جو حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں (مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی) ستّر انصار شہید ہوئے۔

تشریح:۔ ''انصار سے زیادہ وہ باعزت مانے جائیں'' کا مطلب یہ ہے کہ جس قبیلہ کے شہیدوں کی تعداد زیادہ ہوگی قیامت کے دن اسی کو زیادہ عزت ملے گی لہٰذا ہمارے علم کے مطابق انصار ہی چونکہ ایک ایسا قبیلہ اور ایسی قوم ہے جس کے افراد نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں سب سے زیادہ اپنی جانیں قربان کی ہیں اور اس اعتبار سے ان کے شہیدوں کی تعداد الگ الگ سب قبیلوں اور قوموں کے شہیدوں سے زیادہ ہے اس لئے قیامت کے دن وہ عزت جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ہے، سب سے زیادہ انصار کو ملے گی۔ (مظاہرِ حق: ۵/۸۷)

ستّر ہزار فرشتوں کا استغفار

۴۳۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالی عنه: قال قال رسول اللّٰہ ﷺ: من خرج من بیته الی الصلوٰة فقال: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَاَسْأَلُکَ بِحَقِّ مَمْشَایَ ھٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَاءً وَلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ فَاَسْئَلُکَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ اَنَّه، لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلاَّ اَنْتَ۔ اقبل اللّٰہ علیه بوجهه واستغفرله سبعون الف ملک. (رواہ احمد فی المسند ۲۱/۳)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے نماز ادا کرنے کیلئے (مسجد کی طرف) نکلے اور (راستہ میں یہ دعا) مانگے:

''اے اللہ مانگنے والوں کا جو حق آپ پر ہے اس کے طفیل میں آپ سے مانگتا ہوں، اور اپنے (مسجد کی طرف نماز ادا کرنے کیلئے) چلنے کے طفیل آپ سے سوال کرتا ہوں، کیونکہ میں نہ شر کیلئے نکلا ہوں نہ اترانے کے لئے نہ ریا کاری کیلئے اور نہ شہرت کیلئے، بلکہ محض آپ کی ناراضگی کے ڈر سے اور آپ کی رضا کی طلب کیلئے نکلا ہوں لہٰذا آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے دوزخ سے اپنی پناہ دیدیجئے اور میری مغفرت فرمادیجئے، کیونکہ آپ کے سوا کوئی اور گناہ معاف نہیں کرسکتا۔''

تو اللہ تعالیٰ بذات خود اسکی طرف (خاص) توجہ فرماتے ہیں (اور مغفرت فرماتے ہیں) اور ستّر ہزار فرشتے اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ (رواہ احمد)

تشریح:۔ آپ بھی مذکورہ دعا یاد فرمالیں اور ہر نماز کے وقت مسجد جاتے ہوئے راستہ میں پڑھ لیا کریں اور مذکورہ بالا فضیلت حاصل کرلیا کریں۔

ستّر ہزار فرشتوں کا پیچھے چلنا

۴۴۔ وعن أبی رزین أنه قال له رسول اللّٰہ ﷺ: ألا أدلک علی ملاک ھذا الأمر الذی تصیب به خیر الدنیا والآخرة؟ علیک بمجالس أھل الذکرو إذا خلوت فحرک لسانک ما استطعت بذکر اللّٰہ وأحب فی اللّٰہ وأبغض فی اللّٰہ یاأبا رزین ھل

شعرت أن الرجل إذا خرج من بيته زائرا أخاه شيعه سبعون ألف ملك كلهم يصلون عليه ويقولون: ربنا إنه وصل فيك فصله فإن استطعت أن تعمل جسدك في ذلك فافعل (باب الحب فى الله ومن الله ص:۴۲۷)

ترجمہ:۔ حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں تمہیں اس امر یعنی دین کی جڑ نہ بتادوں؟ جس کے ذریعے تم دنیا وآخرت کی بھلائی حاصل کرسکو (تو سنو!) ان چیزوں کو اپنے پر لازم کرلو، اہلِ ذکر کی مجالس میں بیٹھا کرو (تا کہ تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی توفیق اور سعادت نصیب ہو)، جب تنہا رہو تو جس قدر ممکن ہو ذکر اللہ کے ذریعے اپنی زبان کو حرکت میں رکھو (یعنی لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر بھی ذکر اللہ کرو اور تنہائی میں بھی خدا کی یاد میں مشغول رہو) اور (اگر تم کسی سے محبت کرو تو) محض اللہ کی رضا وخوشنودی کیلئے اور (جس سے نفرت کرو تو) محض اللہ کی رضا اور خوشنودی کیلئے اس سے بغض ونفرت کرو اور اے ابو رزین! کیا تمہیں معلوم ہے؟ جب کوئی شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی زیارت اور ملاقات کے ارادہ سے گھر سے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور وہ (سب فرشتے) اس کیلئے دعا واستغفار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! اس شخص نے محض تیری رضا وخوشنودی کی خاطر (ایک مسلمان بھائی) سے ملاقات کی تو اس کو اپنی رحمت ومغفرت کے ساتھ منسلک فرما، لہٰذا (اے ابورزین) اگر تمہارے لئے ان (مذکورہ) چیزوں میں اپنی جان کو لگانا (یعنی ان پر عمل کرنا) ممکن ہو تو ان چیزوں کو ضرور اختیار کرو۔ (مشکوٰۃ)

(جاری ہے)

مولانا قاری عزیز الرحمٰن

آہ......! محقق العصر امام التجوید والقراآت

حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ

اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت و خدمت اور ان کی نشر و اشاعت کے لئے مختلف زمانوں میں مختلف شخصیات کو پیدا فرماتے رہتے ہیں، جو اس کے دین مبین اور رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی پاکیزہ شریعت کے مقدس علوم کو بڑی محنت و قربانی، مجاہدات و ریاضات کے ساتھ حاصل کرتے ہیں پھر اس سے زیادہ محنت و قربانی کے ساتھ وہ مقدس علوم اگلی نسل تک منتقل فرماتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں حق تعالیٰ قبولیت کا ایسا سلسلہ جاری فرما دیتے ہیں جو امت میں قرآن و حدیث اور اس سے متعلقہ فنون کو فروغ دیتا ہے اور اس کے ذریعے امت کی علمی و عملی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور صراطِ مستقیم پہ چلنا آسان ہو جاتا ہے انہیں عظیم شخصیات میں سے ایک عظیم شخصیت کا نام تھا نابغۃ العصر، حافظ القرآن والقراآت، عظیم محدث و مفسر حضرت مولانا قاری محمد طاہر رحیمی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بیک وقت قرآن و حدیث اور اس کے تمام علوم بالخصوص قراآت و تجوید میں اعلیٰ درجہ کی مہارت عطا فرمائی تھی،

حضرت قاری صاحبؒ ایک عرصہ تک شدید علیل رہنے کے بعد مدینہ منورہ میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

حضرتؒ کی وفات سے جہاں امت مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا وہیں صرف عوام ہی نہیں بلکہ اہل علم بھی ایک عظیم اور راسخ فی العلم شخصیت سے محروم ہو گئے بالخصوص علم قراآت و تجوید میں ایسا خلا واقع ہوا ہے جو شاید صدیوں میں بھی پُر نہ ہو سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ملک و بیرون ملک اگرچہ بڑی بڑی محافل میں خوش الحانی کے ساتھ پڑھنے والے قراء کی کمی نہیں ہے لیکن علم قراآت و تجوید اور اس کے تمام علوم میں رسوخ اور اس کا پورا استحضار صدیوں میں ہی کسی کا مقدر ہوا کرتا ہے۔

صرف علم حدیث میں ان کی کامل دسترس کا اندازہ شیخ الحدیث، برکۃ العصر ریحانۃ الاسلام الشیخ مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی اس تحریر سے ہوجاتا ہے جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

”آپ کی کتاب ’زبدۃ المقصود فی حل قال ابوداؤد‘ دیکھ کر دل خوش ہوا اور میں نے اس کو اپنے بستر کے سرہانے رکھوایا ہوا ہے اور اسے دیکھ کر ہی دل خوشی سے بھر جاتا ہے“۔

حضرت موصوف کے بعد شاید ہی کوئی شخصیت ہو جسے بیک وقت علوم قرآن و حدیث اور علوم قراآت و تجوید اور علوم اسماء الرجال و علوم جرح و تعدیل پر ایسی دسترس ہو۔ یعنی ہر علم میں اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا خاص فضل فرمایا تھا۔ ان کی شخصیت تمام اکابر و اصاغر میں مسلمہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ الوقت مقری اعظم حضرت اقدس قاری فتح محمد اعمی پانی پتیؒ نے آپ کو ”فائق الاقران“ کے خطاب سے نوازا۔ حضرت موصوف کی تمام علوم میں دقت نظر کا اندازہ صرف ان کی ایک کتاب ”دفاع قراءت“ سے ہوجاتا ہے کہ جب منکرین قراآت نے قراآت متواترہ اور رواۃ قراآت پر پے در پے سوالات و اعتراضات اٹھائے جن کے جواب کی بہت شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی تو ایسے وقت میں جلیل القدر محدثین اور نامور فقہاء یہاں تک کہ بیرون ملک کے عظیم المرتبت مشائخ نے حضرت موصوفؒ سے یہ درخواست کی تھی کہ یہ عظیم خدمت آپ سرانجام دیں اگر یہ خدمت انجام نہ دی گئی اور قراآت کا تحفظ نہ کیا گیا تو پوری امت مسلمہ کے علماء گناہ گار ہوں گے چنانچہ حضرت موصوفؒ نے یہ کام اپنے ذمے لیا اور اس میں ایسی تحقیق و تعمیق کے ساتھ محنت کی کہ عرب و عجم کے معاصر علماء نے قابل قدر حوصلہ افزائی کی اور منکرین قراآت کے پچاس شبہات کا ایک ہزار سے زائد صفحات میں تسلی بخش جواب دیا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت موصوفؒ نے ان اعتراضات کے مفصل و مدلل جواب کے لئے تفسیر و حدیث، اصول تفسیر و حدیث، اسماء الرجال، جرح و تعدیل اور تاریخ کی کتب کو جس انداز میں کھنگالا ہے، اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ بالخصوص حضرتؒ نے اس کتاب کے ایک مقام پر ”ابتدائے نقوش الفاظ“ پر ایسی تاریخی بحث فرمائی ہے کہ عقل حیران ہوجاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قراآت متواترہ اور اس کے رواۃ پر جس طرح مدلل اور مفصل جرح کی گئی تھی اور عجیب و غریب اعتراضات اٹھائے گئے تھے دراصل امت پر یہ ایک بہت بڑا قرض تھا جسے حضرت موصوف نے توفیق خداوندی و عنایت رحمانی اور اپنے علمی کمال سے ادا کیا۔ اب اگر کوئی محقق قراآت کی علمی و تاریخی حیثیت معلوم کرنا چاہے گا تو انشاء اللہ اسے ایسا بھرپور مواد ملے گا جو نہ صرف

ایمان کو تازگی بخشے گا بلکہ اس کی وجہ سے علم میں وسعت پیدا ہوگی حضرتؒ کی خدمات، تصنیفات و تالیفات میں جلیل القدر ائمہ قرآآت شاطبیؒ و جزریؒ امام دانیؒ کی روح محسوس ہوتی ہے، حضرت کے مختصر حالات زندگی اور تمام علوم متداولہ میں آپ کی تصانیف کے نام اوران کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے:

حضرتؒ ۱۳۶۰ھ بمطابق (۱۹۳۹ء) جالندھر میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا نام شیخ حفیظ اللہ تھا۔ ان کی بزرگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کی وفات ادائیگی تہجد کے بعد وتروں میں ہوئی۔ حضرت کی والدہ کا بیان ہے کہ مولوی طاہر کی پیدائش سے ایک روز قبل میں نے خواب دیکھا کہ تیز بارش ہورہی ہے اور ایک مسجد میں چراغ جل رہا ہے تو میں نے علاقے کے ایک عالم سے تعبیر چاہی تو جواب ملا کہ تمہارا یہ بچہ دین کا عظیم خادم ہوگا اور خدمت دین کا ایسا چراغ روشن کرے گا جو پوری ملت کیلئے بینائی کا سبب ہوگا۔

حفظ قرآن

حضرتؒ نے گیارہ برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کرلیا تھا پھر ۱۳۷۲ھ میں جامعہ خیرالمدارس ملتان میں مجدد القرآآت، شاطبی وقت حضرت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی قدس اللہ سرہ کے پاس قرآن یاد کرنے کیلئے داخلہ لیااس کے بعد حضرت مجدد القرآآت کی خدمت میں رہ کرصرف تیرہ سال کی عمر میں تجوید اخذ کی اور مقدمہ جزریہ اور متن شاطبیہ اور دیگر قرآآت یاد کیں پھر درس نظامی میں داخل ہوئے اور ۱۳۸۴ھ میں جامعہ خیرالمدارس ہی سے فراغت حاصل کی اورانہیں دس سالوں میں فارغ اوقات یعنی عصر کے بعد اور دوپہر کی چھٹی میں حضرت مجدد القرآآت کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بقیہ سبعہ وعشرہ قرآآت پڑھتے انہیں سالوں میں آپ نے علم قرآآت کی اہم کتب شاطبیہ طیبہ اور جزریہ کی تعلیم حاصل کی انہیں تحصیل علم کے سالوں میں آپ نے صرف اٹھارہ سال کی عمر میں اپنے استاذ حضرت مجدد القرآآت کی سرپرستی اور رہنمائی میں علم قرآآت کی کتاب ''وضوح الفجر'' تالیف فرمائی۔

اساتذۂ کرام

۱) خیر العلماء والصلحاء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ (خلیفہ اجل حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ) سے نخبۃ الفکر اور صحیح بخاری مکمل پڑھی۔

۲) محدث العصر حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ سے سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی پڑھی۔

٣) ولی کامل حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب سے صحیح مسلم اور سنن نسائی پڑھی۔

٤) فقیہ العصر محدث جلیل حضرت مفتی عبدالستار صاحبؒ (خلیفہ مجاز جزریٔ وقت حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ) سے ہدایہ اخیرین، شرح عقائد اور سراجی پڑھی۔

٥) یادگار اسلاف حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم سے نورالانوار پڑھی۔

٦) حضرت مولانا عتیق الرحمٰن صاحبؒ سے بیضاوی اور طحاوی پڑھی۔

آپ کے استاد حضرت مجدد القراآت قاری رحیم بخش صاحبؒ کے متعلق پیچھے گزر چکا ہے۔

تدریس

شعبان ١٣٨٤ھ میں فراغت کے فوراً بعد جامعہ قاسم العلوم ملتان میں تدریس کیلئے بلائے گئے جہاں آپ نے بیک وقت حفظ قرآن، گردان، تجوید و قراآت، تفسیر و حدیث اور بعض دیگر فنون کی تدریس کی۔ ١٤٠٢ھ تک تدریسی خدمات پورے علمی کمال کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ مندرجہ ذیل کتب مختلف سالوں میں آپ کے زیر درس رہیں۔ ترجمہ قرآن، فصول اکبری، فارسی کتب، علم الصیغہ، کنز الدقائق، رشیدیہ، ملاحسن، شرح عقائد، مطول، بیضاوی، مشکوٰۃ، ابن ماجہ، موطا امام مالک، سنن ابی داؤد کامل، صحیح مسلم کامل اور صحیح بخاری پانچ پارے از کتاب الصوم۔

اہل فن اور ارباب تدریس ان کتابوں کی علمی وفنی حیثیت سے بخوبی واقف ہیں کہ یہ کتابیں کس درجہ کی عرق ریزی، وسعت مطالعہ، نہایت ضبط و ترتیب کا تقاضہ کرتی ہیں۔ اور حضرت رحمہ اللہ نے شعبہ حفظ و کتب، شعبہ قراآت و تجوید میں پورے علمی کمال کے ساتھ تدریس کی اور انتہائی کامیاب نتائج برآمد ہوئے۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان میں تدریس کے دوران ایک عجیب قصہ پیش آیا کہ کسی ''مسئلہ'' کی وجہ سے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ نے دو شخصیات میں سے ایک کا انتخاب کرنا تھا۔ ایک تو حضرت قاری صاحب اور دوسرے حضرت مولانا محمد موسیٰ خان صاحبؒ تھے جو کہ حضرت مفتی صاحب کے شاگرد رشید بھی تھے لیکن اس نازک موقع پر حضرت مفتی صاحب نے حضرت قاری صاحبؒ کا انتخاب فرمایا۔ یہ فیصلہ بھی حضرت قاری صاحب کے علمی کمال کو ظاہر کرتا ہے۔ حضرت مفتی محمود صاحبؒ کو حضرت قاری صاحب سے ان کی علمی خدمات کی وجہ سے اس درجہ تعلق تھا کہ جب حضرت مفتی صاحب وزیر اعلیٰ سرحد منتخب ہوئے اور وزارت علیا کے دوران رمضان

المبارک آ گیا تو حضرت قاری صاحب کو ملتان سے خصوصی طور پر تراویح کیلئے بلوایا اور حضرت قاری صاحب کی اقتداء میں مختلف قراآت میں قرآن پاک تراویح میں سنا، آپ کو اختلاف قراآت پر ایسا عبور تھا کہ بلاخوف وخطر کسی بھی قرأت میں قرآن کریم سنا دیا کرتے تھے۔ جس طرح آج کوئی فتویٰ دینے والا مفتی خواہ وہ کتنا ہی جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہو وہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت کے بہشتی زیور سے مستغنی نہیں ہے۔ ایسے ہی آج کے دور میں کوئی قاری حضرت مجدد القراآت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتیؒ کے قراآت کے مختصر رسالوں سے مستغنی نہیں ہے۔ بڑے بڑے قراء کرام عوامی اجتماعات میں پڑھنے سے قبل حضرت کے رسالوں سے استفادہ کرتے ہیں حضرت مجدد القراآت پانی پتیؒ نے اپنی تجدیدی خدمات کی بدولت اس مشکل ترین فن کو جو بڑے بڑے محققین کیلئے انتہائی مشکل ہوا کرتا تھا ایسا آسان فرمایا ہے کہ اب ایک ننھا منا بچہ بھی قراآت عشرہ کو بآسانی سیکھ سکتا ہے۔ حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ، حضرت مجدد القراآت قاری رحیم بخش صاحبؒ، حضرت قاری محمد طاہر صاحبؒ کی خدمات وتصنیفات سے قراآت کا کوئی محقق اور قاری ومقری مستغنی نہیں ہے اور ان حضراتؒ نے قرأت کی مشکل ترین کتب کا ایسا ترجمہ اور ایسی شرح کی ہے جس نے جزریؒ وشاطبیؒ اور امام دانیؒ وقسطلانیؒ کے علوم کی یاد تازہ کردی ہے۔ اگر ان نفوس ثلاثہ کی کتابوں کا اردو سے عربی میں ترجمہ کردیا جائے تو ان میں مذکورہ ائمہ کی کتابوں میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوگا۔ اور بحمد اللہ اس سلسلے کے بانی حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ کے انداز قراءت کو حضرت حکیم الامت مجدد الملت سیدنا تھانویؒ نے بے حد سراہا ہے۔ چنانچہ خیر العلماء والصلحاء مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ فرماتے ہیں کہ حضرت پانی پتی نے حضرتؒ کی مجلس میں قرآن کی تلاوت کی، جب حضرت پانی پتی تلاوت سے فارغ ہوئے تو حضرت مجدد الملت نے فرمایا پہلے تو میں کانوں سے کام لیتا رہا پھر آنکھوں سے بھی کام لیا ماشاء اللہ دوران تلاوت چہرے پر کسی قسم کا کوئی تغیر وتکلف نہیں تھا اور خوب عمدہ تلاوت کی، یہ حکیم الامت مجدد الملت کی شہادت ہے جن کی خدمات تجوید وقراآت کے فن میں بھی بے مثال ہیں۔

حضرت موصوف کو علم کے ساتھ اللہ جل شانہ نے عبادت کا بھی خاص ذوق وشوق عطا فرمایا تھا چنانچہ کثرت نوافل اور تہجد میں مسلسل قرآن کی تلاوت اور بکثرت روزے رکھنا حضرتؒ کا خاص معمول تھا جن حضرات نے شاطبی وقت حضرت پانی پتیؒ کو عبادت وریاضت کرتے دیکھا ہے وہ حضرات حضرت قاری صاحبؒ میں شیخ کی خاص جھلک محسوس کیا کرتے تھے۔

اسی طرح دوران تدریس مدرسہ میں جہری نمازیں حضرت کے سپرد تھیں اس دوران حضرتؒ نے سولہ قرآن پاک مختلف قراآت میں ختم کئے حضرتؒ کو اللہ نے یہ ہمت بھی عطا فرمائی تھی کہ دو دو نفلوں میں دس دس پارے پڑھ لیا کرتے تھے اسی طرح عام تلاوت کے معمول میں بھی مختلف قراآت میں قرآن ختم فرمایا کرتے تھے یہ وہ توفیق ہے جو خدا تعالیٰ نے حضرت جزری وقت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی اور ان کے سلسلہ کو مرحمت فرمائی ہے حضرتؒ نے جو قراء وعلماء کو نصائح فرمائیں ان میں ایک نصیحت یہ بھی تھی کہ زندگی میں ایک بار تمام قراآت کے ساتھ قرآن کی تلاوت ضرور کرلیں۔ اس کا اہتمام اور عزم وعمل قرآنی برکات اور ثمرات سمیٹنے کا سبب ہوگا۔ یقیناً حضرتؒ اس گروہ کے افراد میں سے ایک فرد تھے جن کو حق تعالیٰ اپنی خصوصی رحمتوں، برکتوں کے ساتھ بھیجتے ہیں اور وہ لوگ دین کی ایسی لازوال خدمت کرجاتے ہیں کہ صدیاں بیت جانے کے باوجود ان کے علوم، فیوض وبرکات کا چشمہ بنے رہتے ہیں۔

وقت کی پابندی

حضرتؒ کی طبیعت میں اصول پسندی اور نظام الاوقات کی پابندی فرضیت کی طرح راسخ تھی اور آپ نے یہ مبارک طبیعت حضرت حکیم الامت مجدد الملت کے سلسلہ عالیہ سے وراثۃً اور اپنے استاد و مربی حضرت قاری رحیم بخش صاحبؒ سے نسبت وتربیت کے ساتھ پائی تھی جبکہ آج کل ہماری معاشرت اور معاشرے میں اصول پسندی اور نظام الاوقات کی پابندی کو سختی کے ساتھ تعبیر کردیا جاتا ہے۔

قیام مدینہ کی تمنا

حضرتؒ کی یہ خواہش بار بار سامنے آئی کہ مدینہ کا قیام وہاں کی موت اور بقیع کا دفن نصیب ہو، اللہ نے ان کی اس پاکیزہ آرزو کو پورا کردیا اور آپ نے قیام مدینہ کا حق ادا کرنے کی کوشش کی چنانچہ حضرتؒ نے کبھی حرم کی نماز کو نہیں چھوڑا حتیٰ کہ عین بیماری کی شدت میں بھی مسجد نبوی کی نماز نہیں چھوٹتی تھی یہاں تک کہ جب بیماری نے طوالت اور سختی اختیار کی اور ڈاکٹروں اور گھر والوں، عقیدت مندوں نے اصرار کرنا شروع کیا تو چند ایک نمازوں میں تخفیف فرمادی لیکن فجر اور عشاء مسجد نبوی میں بدستور قائم رہی جب چلنا پھرنا دشوار ہوگیا اور پاؤں میں شدید ورم آگیا اور ہسپتال میں داخل ہوئے تو بھی نماز باجماعت کی اتنی فکر لاحق تھی کہ دیکھنے والوں کو ترس آتا تھا، وفات سے چند ایام قبل احقر راقم الحروف سفر عمرہ کے دوران اپنے والد ماجد کے ہمراہ ہسپتال میں عیادت کیلئے حاضر ہوا اور خیریت دریافت کی (اگرچہ صورت حال انتہائی نازک تھی) تو فرمانے لگے کہ ڈاکٹر حضرات نے چلنے

پھرنے سے پرہیز کروا رکھا ہے لیکن جب اذان ہوتی ہے تو طبیعت مسجد کی حاضری کیلئے بے چین ہو جاتی ہے چنانچہ اسی عالم میں ایک دن اذان ہوئی اور خدام میں کوئی موجود نہ تھا تو خود ہی انتہائی تکلیف اور ممانعت کے باوجود اپنی ڈرپ اتار کر مسجد تشریف لے گئے لیکن واپسی پر طبیعت پہلے سے زیادہ خراب ہو چکی تھی۔

آخری ایام میں تھوڑی سی بات چیت بھی دشوار تھی لیکن جب احقر راقم الحروف نے طبقات القراء (جو زیر تصنیف تھی) کے بارے میں پوچھا تو بہت بشاشت کے ساتھ جواب دیا اور بہت لمبی گفتگو فرمائی۔ دوران گفتگو اکابرین قراآت کا تذکرہ ہوا تو حضرتؒ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور دیر تک گریہ طاری رہا۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اور اپنے اکابر کے ساتھ تعلق و محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اپنی زندگی میں بارہا نبی کریم ﷺ اور حضرات صحابہ، ازواج مطہرات، بنات طاہرات، اہل بیت کرام، امام ابوحنیفہ، دیگر ائمہ حدیث اور ائمہ قراآت امام جزری اور شاطبی اور امام دانی کی طرف سے قربانی کی، اللہ جل شانہ نے اس کی برکت سے ان کے علوم مرحمت فرمائے اور ان کے ساتھ دفن ہونے کی سعادت عطا فرمائی۔

قیام مدینہ میں استقامت

حضرت کو جب جگر کا عارضہ ہوا ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا پھر سعودیہ کے مشہور ہسپتال ''کنگ فہد'' میں داخل کروایا گیا لیکن جب وہاں بھی مایوسی کا اظہار کیا گیا تو حضرت کے بعض انتہائی مخلصین نے چین میں علاج کی طرف توجہ دلائی جہاں اس بیماری کا کامیابی کے ساتھ علاج کیا جاتا تھا لیکن حضرت کا صرف ایک جواب تھا کہ بھائی مجھے صحت سے زیادہ قیام مدینہ اور یہاں کی موت کی فکر ہے لہٰذا میں چین کا سفر نہیں کرتا ایسے ہی آپ نے قیام مدینہ کے بعد اپنے ملک پاکستان بھی سفر نہیں کیا حالانکہ اس دوران بڑی بڑی خوشیاں آئیں اور بعض اہم خاندانی افراد کی وفات ہوئی لیکن حضرت کے قیام مدینہ کے عزم میں کوئی خلل واقع نہیں ہوا۔

تصنیفات و تالیفات

حضرت رحمہ اللہ نے آٹھ سے زائد فنون پر مختلف تصنیفات و تالیفات فرمائی ہیں جن کی تعداد پچاس سے زائد ہے۔ اگر ان کتابوں کو بھی شامل کیا جائے جو حضرت کے زیر قلم تھیں اور وہ کتابیں جن

کی تصنیف کے بارے میں ارشاد فرما چکے تھے اگر ان سب کو شامل کیا جائے تو تعداد اس سے زیادہ ہو جائے گی۔ ذیل میں حضرت کی چند شہرہ آفاق کتب کا ذکر کریں گے:۔

۱۔ دفاع قرا آت...... اس کا مختصر تعارف گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

۲۔ کشف النظر شرح اردو کتاب النشر...... تین ہزار سے زائد صفحات اور تین ضخیم جلدوں میں حضرت امام جزریؒ کی شہرہ آفاق کتاب (النشر) کا ترجمہ اور اس کی بے مثل شرح ہے۔

۳۔ **فیوض المھرة فی المتون العشرة**...... پانچ سو بارہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں تجوید و قرا آت، عدد آیات اور رسم عثمانی سے متعلق دس مختصر و جامع متون شاطبیہ، نظم احکام اُلئٰنَ، درّہ، الوجوہ المسفِر ہ، طیبہ، الفوائد المعتبر ہ، رائیہ، ناظمۃ الزہر، مقدمہ جزریہ، تحفۃ الاطفال کا ترجمہ اور مختصر مگر جامع تشریح لکھی گئی ہے۔

۴۔ **سلک اللؤلؤ والمرجان**...... شرح نظم احکام اُلئٰنَ، یہ علامہ محمد شمس متولی کے قصیدہ نظم احکام قولہ تعالیٰ اُلئٰنَ کی عجیب شرح ہے جس میں کلمہ اُلئٰنَ کے احکام و مضامین اور اس کی صحیح وجوہ پر دلائل و علل روایت ورش (ازرق) کے ساتھ انتہائی محققانہ کلام کیا ہے۔ اور یہ قصیدہ ایسا قصیدہ تھا جس کے حل سے اکثر ملکوں کے علماء قراء عاجز تھے۔

۵۔ تاریخ علم تجوید...... ۶۔ تاریخ علم قرا آت

۷۔ کمال الفرقان شرح جمال القرآن...... تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل جمال القرآن کی عظیم اور عجیب شرح ہے جس میں فن تجوید اور اصول و قواعد کو بڑے مفصل اور مدلل انداز میں پیش فرمایا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ فن تجوید کی بہت سی ضخیم کتابوں سے مستغنی کر دیتا ہے۔

۸۔ کاتبان وحی...... جس میں حضرتؒ نے چھپن سے زائد کاتبان وحی کے مفصل حالات رقم فرمائے ہیں۔

۹۔ فضائل حفاظ القرآن کریم...... ڈیڑھ ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل یہ ایسی نایاب اور قیمتی کتاب ہے کہ اردو میں اس سے قبل ایسی جامع کتاب موجود نہیں تھی۔ دراصل یہ کتاب علوم کا ایک

خزانہ ہے اور جواہرات کا مجموعہ ہے کہ جس کے پڑھنے سے قرآن کی محبت اور اس پر عمل کرنے کا جذبہ موجزن ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں سلف صالحین کی وہ کتب جو نایاب ہو چکی تھیں یا کمیاب تھیں اور ان کی اشاعت کا دور دور تک کوئی سبب نظر نہیں آ رہا تھا اور وہ تمام کتب عربی میں تھیں حضرتؒ نے ان سے استفادہ فرمایا۔

۱۰۔دلکش نقش...... حضرتؒ نے اس کتاب میں اپنے استاد حضرت مجدد القرآات قاری رحیم بخش صاحبؒ کے تفصیلی حالات وواقعات تحریر فرمائے ہیں۔

۱۱۔سوانح فتحیہ...... اس کتاب میں حضرتؒ نے اسوۃ الصالحین، قدوۃ المجودین، مقری اعظم حضرت قاری فتح محمد صاحب کے نہایت تفصیلی حالات وواقعات قلمبند فرمائے ہیں۔

۱۲۔**طبقات القراء**...... حضرت نے ایک ایسی کتاب کی بنیاد ڈالی تھی کہ جس میں ہر صدی کے مشہور اور غیر معروف لیکن انتہائی ثقہ اور مستند قراء کا تذکرہ ہو اور آپ تقریباً سات ہجری تک پہنچ پائے تھے کہ خالق حقیقی سے جا ملے۔ بعض انفرادی خصوصیات کے اعتبار سے یہ کتاب طبقات القراء ''ذہبی'' اور طبقات القراء ''جزری'' سے فائق تھی لیکن افسوس کہ حضرت کی زندگی نے وفا نہ کی۔

فن حدیث میں بھی حضرت رحمہ اللہ نے کتابیں تحریر فرمائی ہیں ذیل میں ان کے صرف نام دیے جا رہے ہیں:

۱۔عمدة المفهم فی حل مقدمة مسلم...... ۲۔زبدة المقصود فی حل قال ابوداؤد

۳۔ماینفع الناس فی شرح قال بعض الناس...... ۴۔تحفة المرٰاة فی دروس المشکوٰة

اسی طرح طریقہ تعلیم میں آپ نے ایک تعلیمی چارٹ مرتب فرمایا جس میں حفظ وتعلیم قرآن کیلئے تعلیمی وانتظامی قوانین مرتب کیے گئے ہیں اور چند ضروری ہدایات اور اصول وقواعد درج ہیں اور قرآات کے طلباء کیلئے خصوصی ہدایات ذکر کی گئی ہیں۔ مدرسین کی رہنمائی کیلئے حضرت نے چار سو ضوابط وقوانین اور ہدایات مرتب فرمائیں جو قرآن وقرآات کے اساتذہ کیلئے بہت نافع ہیں۔

☆☆☆

اپنے لئے ہدایت کی دعا

اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے ہدایت کی دعا بھی مانگتے رہنا چاہیئے، تاکہ عقیدے اور عمل دونوں کی گمراہی سے محفوظ رہ سکیں۔ اس کیلئے یہ قرآنی دعائیں وردمیں رکھنی چاہئیں

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

اے ہمارے پروردگار! ہمیں خاص اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائیے، اور ہمارے تمام کاموں میں ہمارے لئے ہدایت کے اسباب پیدا فرمادیجئے۔

مذکورہ بالا دعا ہر اس موقع پر بھی پڑھنی چاہیئے جب انسان کسی کشمکش میں ہو، اور صحیح فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں میں ٹیڑھ پیدا نہ کیجئے جبکہ آپ ہمیں ہدایت دے چکے۔ اور ہمیں خاص اپنے پاس سے رحمت عطا فرمائیے۔ بے شک آپ بہت عطا کرنے والے ہیں۔

ماخوذ از پرنور دعائیں تالیف حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب

ایک بندۂ خدا

محمد حسان اشرف عثمانی

آپ کا سوال

قارئین سے درخواست ہے کہ صرف ایسے علمی، ادبی اور معاشرتی سوالات ارسال کئے جائیں جو عام دلچسپی رکھتے ہوں اور جن کا ہماری زندگی سے تعلق ہو، مشہور اور اختلافی مسائل سے پرہیز کیجئے۔ (ادارہ)

سوال:۔ ہمارا ایک ٹرسٹ ادارہ قائم کرنے کا ارادہ ہے، ٹرسٹ کا مقصد معاشرے میں اصلاحی، اخلاقی اور دینی شعور بیدار کرنا ہے، ٹرسٹ کا منشور بیوہ، یتیم اور مستحق افراد و خاندان کی بلاتفریق امداد کرنا یعنی مستحق لڑکے اور لڑکیوں کیلئے شادی کے اخراجات، بیماروں کیلئے علاج معالجہ کا انتظام، نادار گھرانہ کیلئے گھر کی تعمیر، مفلس گھرانہ میں اجناس کی تقسیم، بورنگ، کنویں یا ٹینکر کی مدد سے کسی علاقہ میں پانی کا انتظام، کلینک، ڈسپنسری، ہسپتال کا قیام، مستحق طلباء کیلئے ماہانہ وظیفہ، مساجد و مدارس میں معاونت کرنا، اسکول، مساجد اور مدارس کیلئے زمین خریدنا اور تعمیر کرانا۔

ا) اب معلوم یہ کرنا ہے کہ ہم ٹرسٹ کو شرعی نقطہ نظر سے کس طرح چلائیں کہ ہماری دنیا و آخرت برباد نہ ہو اور اللہ رب العزت کے سامنے جواب طلبی نہ ہو؟

جواب:۔ ٹرسٹ کا معاملہ چونکہ امانت کا ہے اس لئے اس کے چلانے میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے ورنہ باعث اجر ہونے کی بجائے الٹا باعثِ وبال ہونے کا اندیشہ ہے، لہٰذا ٹرسٹ چلانے میں مندرجہ ذیل امور کا خاص خیال رکھنا چاہیے:

(ا) ٹرسٹ کی رقوم کو امانت داری سے حقیقی مستحقین تک پہنچانے کا پورا اہتمام کیا جائے۔ (۲) ٹرسٹ کے قیام کا مقصد غرباء وفقراء کی امداد کے ذریعہ دین کی خدمت انجام دینا پیش نظر ہونا چاہئے، اپنے لئے روزگار اور مالی منفعت حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔ (۳) ٹرسٹ میں کم از کم دو تین مستند علماء کو رکھا جائے اور ان کے ساتھ ایسے دین دار اور دیانت دار لوگوں کا تقرر کیا جائے جن کی شہرت اچھی ہو اور وہ علماء کی نگرانی میں کام انجام دیں۔ (۴) ٹرسٹ کا باقاعدہ حساب کتاب رکھا جائے اور وقتاً فوقتاً ضابطہ کے مطابق اس کا آڈٹ کرایا جائے تاکہ مالی بے ضابطگیوں سے بچا جاسکے۔ (۵) جو رقم جس

مد کیلئے ہو اسی مد میں خرچ کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ (۶) زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ کی رقوم مستحقین کو مالک وقابض بنا کر دی جائیں ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور ٹرسٹ چلانے والوں پر اس کا وبال ہوگا، لہٰذا سوال میں جو مصارف مذکور ہیں ان میں سے بورنگ، کنوئیں، ٹینکر، کلینک، ڈسپنسری، ہسپتال، مساجد و مدارس وغیرہ کی تعمیر، زمین کی خریداری، مزدوری اور تنخواہوں کی ادائیگی میں زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ کی رقوم خرچ کرنا جائز نہیں اور باقی امور میں بھی مستحقین کو زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ کی رقم مالک وقابض بنا کردینا ضروری ہے۔ البتہ صدقاتِ نافلہ کی رقم بورنگ، کنوئیں، ٹینکر، کلینک، ڈسپنسری، ہسپتال، مسجد مدرسہ وغیرہ میں خرچ کی جاسکتی ہے۔ (۷) ٹرسٹ کی رقوم کو ناجائز امور اور اسراف پر مبنی غیر ضروری تقریبات پر خرچ نہ کیا جائے۔ (۸) ٹرسٹ کی اشیاء کو اپنے ذاتی ونجی استعمال میں لانے سے پرہیز کیا جائے۔ (۹) ٹرسٹ کے ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ کی مد سے نہ کی جائے۔ (۱۰) چندہ کرنے کے جائز ذریعے وطریقے اختیار کئے جائیں، ناجائز ونامناسب ذرائع و طریقے اختیار کرنے سے احتراز کیا جائے۔ (۱۱) وقتاً فوقتاً دیگر سرکردہ علماء سے رابطہ رکھیں اور ان کے سامنے اپنا طریقہ کار پیش کرتے رہیں اور ان کی مشاورت سے کام کرتے رہیں۔

سوال ۲) چندہ وصول کرنے میں کن کن باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟

جواب:۔ چندہ وصول کرنے میں درج ذیل باتوں کا لحاظ رکھیں:

(۱) چندہ وصول کرنے کیلئے کوئی ایسا طریقہ نہ اختیار کیا جائے جس میں اپنی ذلت ہو یا علماء اور دین دار لوگوں کی اور دین کی تحقیر ہوتی ہو۔ (۲) چندہ کیلئے کسی کو مجبور نہ کیا جائے۔ (۳) ایسے لوگوں سے جن کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہو کہ ان کی آمدنی حرام ہے چندہ وصول نہ کیا جائے۔ (۴) کسی سے اس کی وسعت سے زیادہ چندہ نہ لیا جائے۔ (۵) امراء کے دروازوں پر جا کر ان سے چندہ اور سوال نہ کیا جائے۔

بہتر یہ ہے کہ اعلان کے ذریعہ اطلاع کردی جائے کہ فلاں فلاں مصارف میں ضرورت ہے جو چندہ دینا چاہے فلاں جگہ یا فلاں شخص کو یا فلاں اکاؤنٹ میں جمع کرادے۔

سوال ۳) رسید میں یہ عبارت لکھنے کے بعد ٹرسٹ اپنی مرضی سے جائز مقاصد میں رقم خرچ کرسکتا ہے یا صراحۃً اجازت لینی ضروری ہے؟ عبارت یہ ہے: ''ٹرسٹ میں دی جانے والی رقم دینی یا دنیاوی جائز مقاصد میں صرف کی جائیگی انشاء اللہ''۔

جواب:۔ محض اتنی بات لکھ دینے سے کہ ''ٹرسٹ میں دی جانے والی رقم دینی یا دنیوی جائز مقاصد میں خرچ کی جائے گی'' ٹرسٹ کیلئے ان رقوم کو اپنی مرضی سے دینی و دنیوی امور میں خرچ کرنے کا اختیار نہ ہوگا بلکہ زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ کو ان کے مصارف میں ہی خرچ کرنا ضروری ہوگا ورنہ زکوٰۃ و صدقۂ فطر وغیرہ (صدقاتِ واجبہ) ادا نہ ہوں گے، البتہ صدقاتِ نافلہ، عطیہ وخیرات وغیرہ کی رقوم ٹرسٹ اپنی صوابدید کے مطابق رفاہی کاموں میں خرچ کرسکتا ہے، بشرطیکہ چندہ دینے والوں کی جانب سے کسی خاص مد میں خرچ کرنے کی صراحت نہ ہو۔

سوال ۴) ٹرسٹ میں خدمت کرنے والے عہدے داران مثلاً چیئرمین، صدر، خزانچی دیگر کارکنان کی ماہانہ تنخواہ مقرر کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ٹرسٹ میں خدمات انجام دینے والے عہدیداران کی ماہانہ تنخواہ مقرر کی جاسکتی ہے، البتہ تنخواہوں کی تعیین ٹرسٹ کے منتظمین باہم مشاورت اور ٹرسٹ کے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے عرف کے مطابق کریں۔ کمیٹی سے مشاورت کے بغیر یا عرف کے خلاف محض اپنی مرضی سے تنخواہوں کی تعیین نہ کی جائے۔

واضح رہے کہ تنخواہوں کی ادائیگی زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ کی رقوم سے کرنا جائز نہیں اگر ان رقوم سے ادائیگی کردی گئی تو رقم دینے والوں کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، البتہ صدقاتِ نافلہ اور عطیہ وغیرہ کی رقوم سے تنخواہ کی ادائیگی کرنا جائز ہے۔

سوال ۵) مستحق کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟ ہم معاشرے میں کس طرح نشاندھی کرسکتے ہیں کہ یہ مستحق حضرات ہیں؟

جواب:۔ شرعاً مستحق وہ ہے جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا، یا ساڑھے باون تولہ چاندی، یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے بقدر نقد رقم یا مال تجارت یا زائد از ضرورت ساز وسامان نہ ہو اور نہ ان سب کا مجموعہ ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے بقدر اس کے پاس ہو اور وہ سید وہاشمی بھی نہ ہو تو ایسے شخص کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ دینا جائز ہے تاہم صدقاتِ نافلہ اور عطیہ وغیرہ کی رقم سید وہاشمی کو دینا بھی جائز ہے۔ جن افراد کے بارے میں چھان بین اور ضروری معلومات کے بعد یقین یا ظن غالب ہوجائے کہ وہ واقعۃً مستحق زکوٰۃ ہیں ان کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔
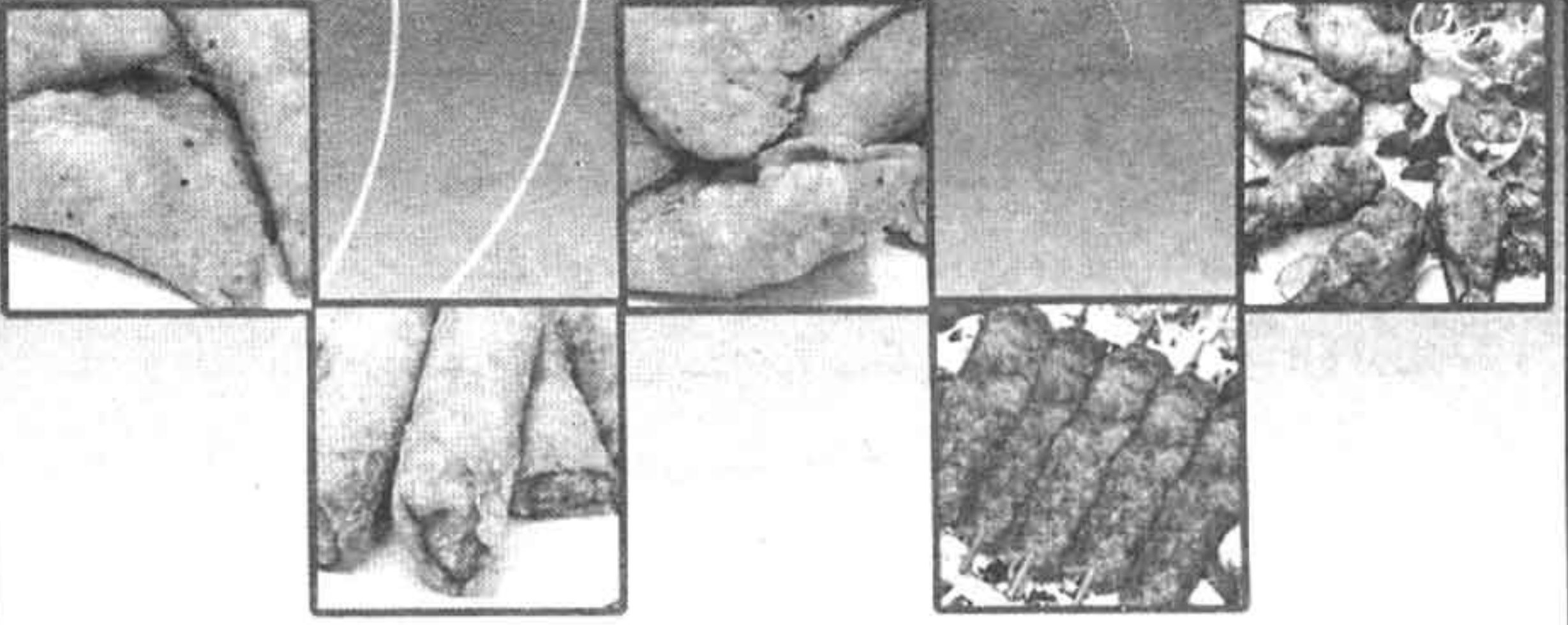
ISO 9001:2000 Certified
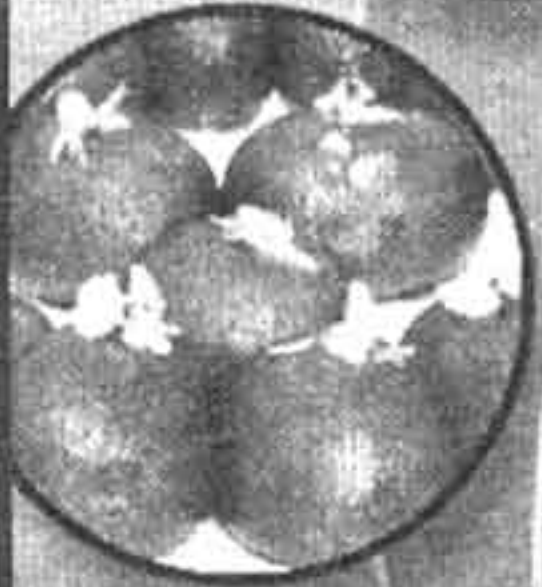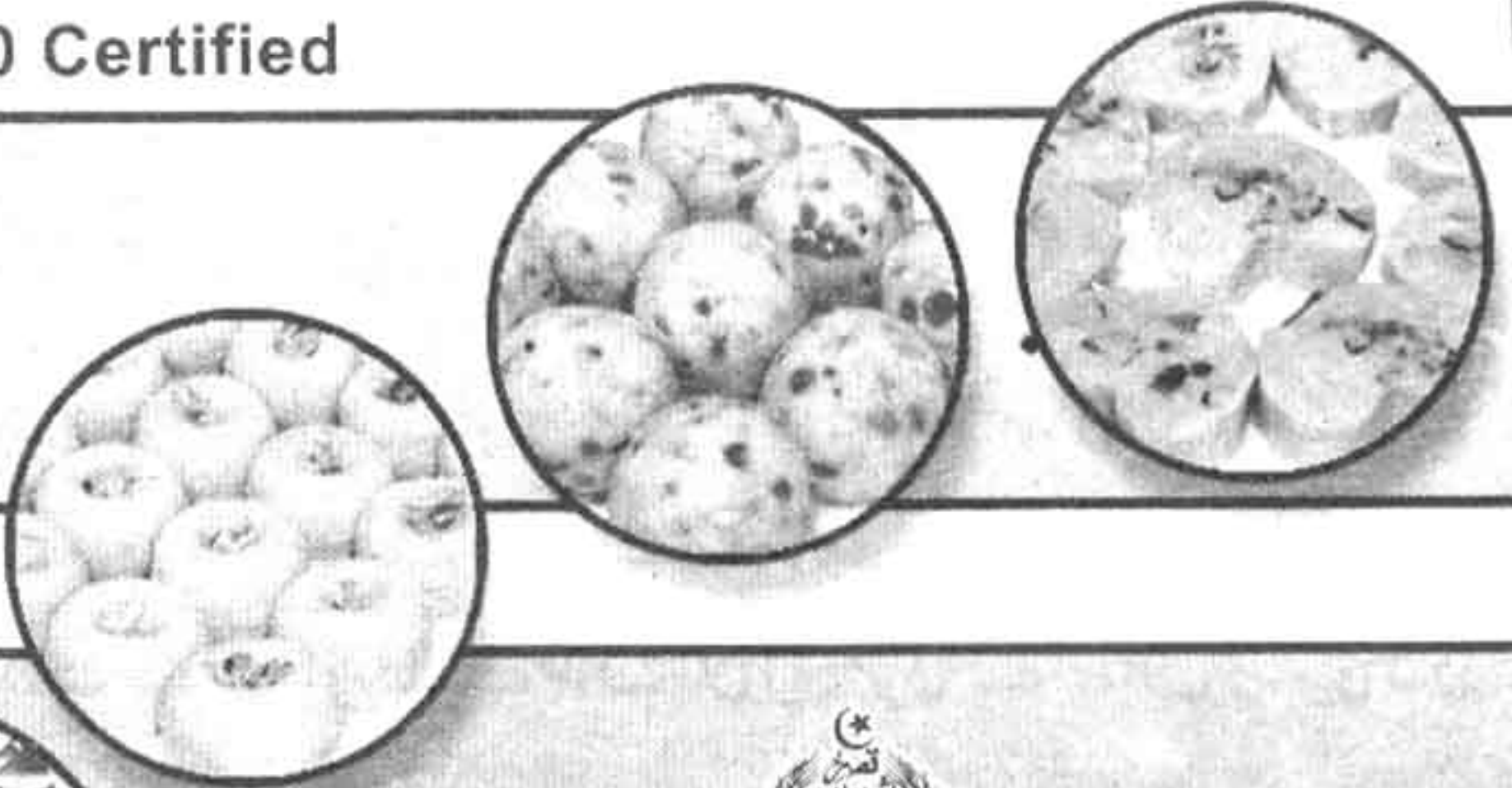
دیسی گھی سے تیار کردہ تازہ، خوشذائقہ اور اعلیٰ معیاری مٹھائیاں

مٹھائیاں ۔ حلوہ جات ۔

رسملائی ۔ قلفی فالودہ ۔ آئسکریم ۔

کیک ۔ بسکٹ ۔ فاسٹ فوڈ ۔

دال مونگ ۔ دال موٹھ ۔ مکس نمکون ۔

IQNet

The International Certification Network

Member of CISQ Federation

بلاک 'اے'، نزد بورڈ آفس، نارتھ ناظم آباد، کراچی، پاکستان۔

Tel. (92-21) 6636373 / 6639783

Visit: qasresheereen.pk

E-mail:sweets@qasresheereen.pk

مولانا محمد راحت علی ہاشمی

جامعہ دار العلوم کراچی کے شب و روز

تعلیمی سرگرمیاں

حسب ہدایت رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم جامعہ دار العلوم کراچی میں تعلیمی سال ۳۰-۱۴۲۹ھ کے سہ ماہی امتحانات بروز ہفتہ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ سے ۴ صفر ۱۴۳۰ھ تک ہوں گے۔

رابطہ عالم اسلامی کی عالمی کانفرنس

رابطہ عالم اسلامی نے ایک عالمی کانفرنس "مؤتمر الفتوی وضوابطھا" کے نام سے مکۃ المکرمہ ۔زادھا اللہ شرفاً۔ میں منعقد کی، اس کا مقصد فتوی کے قواعد وضوابط اور متعدد فقہی مسائل کی اصولی تحقیق کرنا تھا، یہ کانفرنس بروز ہفتہ ۲۰ محرم ۱۴۳۰ھ تا بروز منگل ۲۳ محرم ۱۴۳۰ھ (۱۷ جنوری تا ۲۰ جنوری ۲۰۰۹ء چار دن) جاری رہی۔ رئیس الجامعہ دار العلوم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم کو بھی رابطہ عالم اسلامی کی طرف سے اس کانفرنس میں شرکت کرنے اور اپنے خیالات پیش کرنے کی دعوت دی گئی تھی، حضرت والا مدظلہم نے اس دعوت کو قبول فرماتے ہوئے "الاجتھا والجماعی واھمیتہ فی مواجھۃ مشکلات العصر" کے عنوان پر ایک پرمغز مقالہ تحریر فرمایا اور بروز بدھ ۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ کراچی سے روانہ ہوئے۔

کانفرنس کی یومیہ تین نشستیں ہوتی رہیں، رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم نے افتتاحی اجلاس سے خطاب فرمایا اسی کانفرنس میں شرکت کیلئے نائب رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم بھی بروز ہفتہ ۲۰ محرم ۱۴۳۰ھ کو روانہ ہوئے۔ آپ نے اپنا تحریر فرمودہ وقیع مقالہ "الفتوی الجماعی" کے نام سے شرکاء کانفرنس کے سامنے پیش فرمایا اور آخری

اجلاس کی صدارت فرمائی۔

مسلسلات کی اجازت

حسب سابق اس سال بھی دس محرم الحرام ۱۴۳۰ھ کو نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے احادیث مسلسلات کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ان احادیث کی اجازت کیلئے جامعہ دارالعلوم کراچی کے شرکاء دورۂ حدیث کے علاوہ دیگر کئی مدارس کے شرکاء دورۂ حدیث کثیر تعداد میں بھی آئے ہوئے تھے۔ اجازت حدیث کی یہ نشست جامعہ دارالعلوم کراچی کی جدید مسجد کے ہال میں منعقد ہوئی، مسجد کا وسیع ہال ان طلبہ سے بھرا ہوا تھا اللہ تعالیٰ ان تمام شائقین کو اس تسلسل کی برکات سے نوازیں۔ آمین۔

دعائے مغفرت

جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاد حدیث حضرت مولانا مفتی عبداللہ برمی صاحب زیدمجدہ کی بڑی ہمشیرہ محترمہ جو ایک حادثہ میں شدید زخمی ہوگئی تھیں چند دن زیر علاج رہ کر ۱۶ محرم الحرم ۱۴۳۰ھ کو انتقال فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بال بال مغفرت فرمائیں اور درجات عالیہ سے نوازیں اور تمام پسماندگان کو صبر و تسلی اور فلاح دارین نصیب فرمائیں۔ آمین۔ قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو (اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو) (۱) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے (۲) صحت کو بیماری سے پہلے (۳) مالداری کو افلاس سے پہلے (۴) بے فکری کو پریشانی سے پہلے اور (۵) زندگی کو موت سے پہلے

ترمذی

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے ارسال فرمائیے

نام کتاب .... بریلویت حقائق کے آئینہ میں
تالیف .... محترم جناب پروفیسر حافظ غلام محمد میمن صاحب
ضخامت .... ۴۵۶ صفحات، کمپوزنگ مناسب، جلد مضبوط
ناشر .... مکتبہ اصلاح وتبلیغ حیدرآباد

علماءِ حق کا شیوہ دین کے بلند مقاصد کی تکمیل اور امت مسلمہ کی بحیثیت مجموعی سربلندی قائم رکھنے کا رہا ہے، اس لئے داخلی طور پر رونما ہونے والے اختلافات کو تحمل و بردباری سے نظر انداز کر کے وہ مثبت انداز سے دینِ متین کی صحیح تعبیر وتشریح کا فریضہ ادا کرنے کی کوشش فرماتے رہے ہیں البتہ اختلافی مسائل میں بھی محض اظہار حق کیلئے سنجیدہ انداز سے کبھی کوئی بات کہدی جاتی ہے تاکہ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے صحیح نتائج حاصل کئے جاسکیں اور غلط فہمیوں کو دور کیا جاسکے۔

پیش نظر کتاب بریلوی مکتب فکر کے بارے میں قدیم و جدید تقریباً دو سو کتابوں کے ایک ایسے ہی سنجیدہ مطالعہ کا خلاصہ ہے جو موافق ومخالف ہر دو طبقوں کو دعوت فکر دیتا ہے۔

مؤلف کتاب نے جن امور پر اپنے تحقیقی وتقابلی مطالعہ کا حاصل پیش کیا ہے اس کے چند نکات درج ذیل ہیں:۔

الف)...... علماءِ حق کی جن چار شخصیات کے بارے میں گستاخ اور کافر ہونے کا پروپیگنڈا جاری رہتا ہے حیرت کی بات یہ ہے کہ ان کی کتابوں کی اصل عبارتیں وہ نہیں ہیں جو مخالفت کرنے والوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں مزید برآں یہ کہ وہ تمام حضرات اپنے آپ کو اس غلط مفہوم سے بری قرار دیتے ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ ان کے موقف کو کبھی تسلیم نہیں کیا جاتا۔

ب)...... جناب مولانا احمد رضا خان صاحب کی علمیت، تصنیفات و تالیفات کی کثیر تعداد اور ان کے محتاط انداز فتویٰ پر جو خوشگوار تبصرے اور تأثرات پیش کئے جاتے ہیں ان کی حقیقت بھی مختلف حوالوں سے واضح کی گئی ہے اور موصوف کی سوقیانہ انداز کی عبارتوں کو عکسی حوالوں سے پیش کیا گیا ہے۔

ج)...... آزادی کی تحریک اور اس کے مدوجزر کی تاریخ کا تفصیل سے مطالعہ کرنے پر یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ خود اعلیٰ حضرت، ان کے خاندان، قریبی ساتھیوں، خاص الخاص لوگوں نے نہ تو انگریز کے خلاف کچھ بھی لکھا نہ

مقامی خود اختیاری، حکومت میں نمائندگی اور حقوق کے مطالبوں سے لے کر ملک کی آزادی کی تحریک میں کسی کا ساتھ دیا کانگریس اور جمعیت علماء ہند کو تو وہ کافروں کا گٹھ جوڑ سمجھتے، کہتے اور لکھتے رہے لیکن اپریل ۱۹۴۶ء تک بھی اس طبقہ کی طرف سے مسلم لیگ اور پاکستان کی تحریک کی بھی زوردار مخالفت ہی جاری رہی۔ مختلف حوالوں سے مؤلف کتاب نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔

د)...... ایک افسوسناک پہلو یہ بھی سامنے آتا ہے کہ جن کاموں کے بدعت ہونے کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کو بھی مخالفت میں فتوے دینے پڑے ان کے آج کل کے نام لیوا عوام تو درکنار علماء کرام بھی عام طور پر اس بارے میں کچھ نہیں کر رہے، نہ اس کے خلاف بول رہے ہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کی طرف سے بھی بدعت قرار دی جانے والی بعض چیزوں میں تو وہ خود ملوث نظر آتے ہیں مثلاً ڈھول باجے کے ساتھ قوالی، عرس، مزاروں پر خواتین کا جانا، قبروں کا طواف، ان کا بوسہ، تعظیمی سجدے اور سوئم کی دعوتیں وغیرہ وغیرہ۔

مؤلف کتاب نے اخیر میں اپنی اس تمنا کا اظہار بھی کیا ہے کہ:

''کاش بریلویوں اور ان کے ہمدرد حضرات کو ہماری اس کتاب میں پیش کئے گئے حقائق پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی توفیق نصیب ہو''۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ وقت میں عالمی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ اس قسم کے مباحث نہ چھیڑے جائیں اور امت مسلمہ میں جس قدر یکجہتی پیدا کی جاسکے اتنی ہی مفید ہے تاہم اس موضوع پر کسی طالب حق کو سنجیدہ مطالعہ کی ضرورت ہو تو یہ کتاب اس کیلئے معاون ثابت ہوگی، اس کو تلاش حق کے مخلصانہ جذبات ہی سے پڑھا جانا چاہئے۔ (م۔ر۔ع)

نام کتاب .... اصلاحی مجلسیں (جلد دوم)

افادات .... حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم

ضبط وتحریر .... عدنان ضمیر مرزا

ضخامت .... ۳۶۰ صفحات، مناسب طباعت، قیمت: درج نہیں۔

ناشر .... مکتبۃ الایمان کراچی۔ موبائل: ۰۳۲۱۔۲۴۶۶۰۲۴

رئیس الجامعہ دار العلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم، متعدد قابلِ احترام نسبتوں کے امین ہیں، آپ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند اور عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی قدس سرہ کے تربیت یافتہ و خلیفۂ مجاز ہیں، مسیح الأمت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ اور جامعہ دار العلوم کراچی جیسے مستند اور عالمی ادارے کے رئیس ہیں، ملک وملت بلکہ عالم اسلام کے اجتماعی مسائل میں بھی حضرت والا مدظلہم لگن اور جستجو کے ساتھ خوب حصہ لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دلسوزی اور فصاحتِ لسانی کی دولت سے نوازا ہے، اسی لئے آپ کے بیانات کو ضبط کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی چند مضامین زیر نظر کتاب میں شائع کئے گئے ہیں، جناب عدنان

ضمیر مرزا صاحب کی یہ علمی و اصلاحی خدمت قابل ستائش ہے، مولائے کریم ہر خاص و عام کو اس سے کما حقہ مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین .... (ابو معاذ)

نام کتاب .... احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے نام ان کا
نام مؤلف .... مفتی عبد الواحد سرگودھوی
ضخامت ....۱۳۹ صفحات، عمدہ طباعت، قیمت: ۔/۱۲۰ روپے
ناشر .... مکتبہ سعد بن ابی وقاص، گلی نمبر ۵، سیکٹر B، اختر کالونی کراچی

اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جس طرح ''محمد'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم ذاتی ہے اسی طرح ''احمد'' بھی آپ ﷺ کا اسم ذاتی ہے اس کی تائید میں جہاں احادیثِ مبارکہ، صحابۂ کرام اور ائمۂ تفسیر کے اقوال پیش کئے گئے ہیں وہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے حوالہ جات بھی درج کئے گئے ہیں، متعلقہ احادیث کی تخریج اور سند پر بھی بحث کی گئی ہے۔ یہ پوری تحقیق ایک استفتاء کے جواب کے طور پر کی گئی ہے جس کی تصدیق دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کے حضرات نے فرمائی ہے۔ اس سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ قرآن کریم میں وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّأْتِیْ مِنْ بَعْدِ اسْمُہٗ اَحْمَدُ (الصّف:٦) میں ''احمد'' سے مراد سرورِ کونین حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہی ہے، کسی اور پر اس کا انطباق

بہ نسبت خاک را عالم پاک کا مصداق ہے۔

ختم نبوت کے موضوع پر کام کرنے والے حضرات کیلئے یہ اچھا تحفہ ہے۔ .... (ابو معاذ)

نام کتاب .... حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ کے علمی و عملی مجددانہ کارنامے
تحریر .... حضرت محمد اقبال قریشی صاحب مدظلہم
ضخامت .... ۲۴۰ صفحات، مناسب طباعت، قیمت ۔/۱۰۵ روپے
ناشر .... ادارہ تالیفات اشرفیہ جامع مسجد تھانیوالی ہارون آباد ضلع بہاولنگر

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے مجدد تھے، آپ نے تمام شعبہ ہائے حیات میں تجدیدی کارنامے انجام دیے، زیرِ نظر کتاب میں حضرت تھانوی کے ایسے ہی علمی و عملی مجددانہ کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کا مطالعہ ہر ایک کے علم و عمل میں اضافے کا باعث ہے۔ (ابو معاذ)

نام کتاب .... آسان نحو (دو حصے)
نام مصنف .... حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری مدظلہ
ضخامت .... حصۂ اول ۳۸ صفحات، حصۂ دوم ۱۰۴ صفحات، کاغذ و طباعت مناسب، قیمت درج نہیں
ناشر .... مکتبہ خدیجۃ الکبری شاہ زیب ٹیرس (کتاب مارکیٹ) اردو بازار کراچی۔

اس کتاب کے دونوں حصوں میں قواعدِ نحو آسان زبان میں تحریر کئے گئے ہیں جن کے مطالعے سے فن کی ضروری باتیں ذہن نشین ہو جاتی ہیں۔ قواعدِ نحو کی تمرین و تحصیل میں مشغول طلبہ کیلئے یہ کتاب انشاء اللہ مفید ثابت ہوگی۔.......................(ابو معاذ)

نام کتاب ....وقت کی قدر اور علم سے پیار
نام مؤلف ....مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری
ضخامت ....٢٦١ صفحات، کاغذ و طباعت گوارا، قیمت: درج نہیں۔
ناشر ....مکتبۃ الشیخ، بہادر آباد کراچی۔

وقت کی قدر و قیمت سے متعلق اہل علم کے بیانات، مضامین اور دیگر مفید معلومات اس کتاب میں جمع کر دی گئی ہیں، ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اکابر علماء کرام نے وقت جیسی عظیم نعمت کو ضائع نہیں ہونے دیا بلکہ اسے تول تول کر استعمال کیا اور ایک ایک لمحے کو علمی کاموں میں صرف کیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، اس موضوع پر یہ ایک نافع کتاب ہے۔.........(ابو معاذ)

"البلاغ" کی ترقی کے دعاگو

کھانسی، نزلہ، زکام
کسی موسم یا کسی وقت کے پابند نہیں

ہمدرد کی مجرّب دوائیں ان کا علاج بھی ہیں اور ان سے محفوظ رہنے کی مؤثر تدبیر بھی

سُعالین

مُفید جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ سُعالین، گلے کی خراش اور کھانسی کا آسان اور مؤثر علاج۔ آپ گھر میں ہوں یا گھر سے باہر، سرد و خشک موسم یا گرد و غُبار کے سبب گلے میں خراش محسوس ہو تو فوراً سُعالین لیجیے۔ سُعالین کا باقاعدہ استعمال گلے کی خراش اور کھانسی سے محفوظ رکھتا ہے۔

جوشینا

تیار جوشاندہ

نزلہ، زکام، فلُو اور اُن کی وجہ سے ہونے والے بخار کا آزمودہ علاج۔
جوشینا کا روزانہ استعمال موسم کی تبدیلی اور فضائی آلودگی کے مُضر اثرات بھی دُور کرتا ہے۔
جوشینا بند ناک کو فوراً کھول دیتی ہے۔

لعوق سپستاں

نزلے زکام میں سینے پر بلغم جم جانے سے شدید کھانسی کی تکلیف طبیعت نڈھال کر دیتی ہے۔
اس صورت میں صدیوں سے آزمودہ ہمدرد کا لعوق سپستاں، خشک بلغم کے اخراج اور شدید کھانسی سے نجات کا مؤثر ذریعہ ہے۔
ہر موسم میں، ہر عمر کے لیے

صُدوری

مؤثر جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ خوش ذائقہ شربت۔ خشک اور بلغمی کھانسی کا بہترین علاج۔ صدوری سانس کی نالیوں سے بلغم خارج کر کے سینے کی جکڑن سے نجات دلاتی ہے اور پھیپڑوں کی کارکردگی کو بہتر بناتی ہے۔ بچّوں، بڑوں سب کے لیے یکساں مُفید۔

شوگر فری صُدوری بھی دستیاب ہے۔

سُعالین، جوشینا، لعوق سپستاں، صُدوری۔ ہر گھر کے لیے بے حد ضروری

مَدینۃُ الحِکمہ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔
آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خرید تے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk

Adarts-SJLS-1/2001

رجسٹرڈ نمبر SS-675 ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی